مذہبِ حنفی پر غیر مقلدوں کے بے جا الزامات کا مدلل جواب

تنویرِ محمدی

در

ردِ تخلیصِ شمعِ محمدی

تالیف

مولانا مفتی محمد مظفر علی نوری

اعظم پبلیکیشنز

۲۲۲، گلی سروے والی، متیا محل تاج مسجد دہلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۸۰ مذہب حنفی پر تعصب مقلدوں کے بے جا الزامات کا مدلل جواب

تنویر محمدی

در

رد مختصر شمع محمدی

تالیف

مولانا مفتی مظفر علی نوری

استاذ الجامعہ السنیہ للبنات قمر کالونی،

وخطیب وامام مسجد اہل قریش مومن پورہ گلبرگہ شریف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب		:تنویر محمدی در رد مختصر شمع محمدی
تالیف	:	مظفر علی نوری
تاریخ اشاعت	:	شوال المکرم ۱۴۳۳ھ مطابق ستمبر ۲۰۱۲ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار-/1000
تقسیم کار	:	تنظیم علمائے اہل سنت دکن گلبرگہ شریف
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	سید عتیق احمد وزیر گلبرگہ

کتاب مندرجہ ذیل مقامات سے حاصل کریں

مکتبہ المصباح روبرو سید اکبر حسینی اسکول درگاہ خواجہ بندہ نواز گلبرگہ شریف

برکاتی بک ڈپو عقب خواجہ بازار، عمران گیسٹ ہاؤز گلبرگہ شریف

مکتبہ نوری روبرو سید اکبر حسینی اسکول درگاہ خواجہ بندہ نواز گلبرگہ شریف

مسجد اہل قریش قریشی چوک مومن پورہ گلبرگہ شریف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی بدر عالم صاحب قبلہ مصباحی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

نحمدہ و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

تنویر محمدی رد مختصر شمع محمدی کا سرسری مطالعہ کیا یہ رسالہ ایک غیر معروف وہابی مصنف جونا گڈھی کی کتاب مختصر شمع محمدی کے رد میں لکھا گیا جس میں وہابی مصنف نے حنفی مسائل کو احادیث کریمہ کے خلاف بتایا اور عوام اہلسنت کو فریب دینے کی پوری کوشش کی اس لیے اس کتاب کا جواب اور عوام اہلسنت کی تفہیم ضروری تھی۔ اس کار خیر کے لیے گرامی قدر مولانا مظفر علی نوری صاحب نے قلم اٹھایا اور تنویر محمدی نام کا ایک تردیدی رسالہ تحریر فرمایا یہ مختصر شمع محمدی کا پردہ چاک کرنے کے لیے ایک مضبوط تحریر ہے۔ مولانا موصوف کی کتاب سے عوام اہلسنت کی غلط فہمیاں دور ہونگی ساتھ ہی جونا گڈھی کے لیے اپنی اصلاح کر کے رجوع اور توبہ کا راستہ ہموار ہوگا۔ مولانا موصوف اپنی اس علمی کاوش پر جماعت اہلسنت کی جانب سے مبارک باد کے مستحق ہیں اور عنداللہ اجر جزیل کے۔

بدر عالم مصباحی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقریظ

حضرت علامہ مولانا کاشف رضا شادؔ مصباحی

دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلبرگہ (کرناٹک)

گرامی قدر مفتی محمد مظفر علی نوری صاحب آپ کا تعلق صوبۂ اتر پردیش کے ضلع بہرائچ شریف سے ہے۔ ایک باوقار عالم اور باصلاحیت مدرس اور بے باک خطیب ہونے کے ساتھ میدان تصنیف وتالیف میں بھی محققانہ فکر ونظر رکھتے ہیں۔ ادھر قریب دس سالوں سے آپ گلبرگہ شریف میں درس وتدریس، خطابت، دعوت وتبلیغ کے کام میں مصروف ہیں۔ اہلسنت وجماعت پر ہونے والے حملوں کا جواب زبان وقلم کے ذریعہ دیتے رہے ہیں۔ آپ کی یہ تالیف مذہب حنفی پر مولوی محمد جونا گڑھی کی جانب سے لگائے گئے بے جا الزامات کے دفاع میں ہے پوری کتاب نہ صرف تحقیقی مواد اور دلائل سے مزین ہے بلکہ انداز بیان بھی نہایت شگفتہ ہے۔

مذہب حنفی پر بے جا الزامات دھرنے کا سلسلہ قدیم ہے اور احناف کی طرف سے ان پر الزامات کا اطمینان بخش جواب دے دئے جانے کے باوجود ماحول میں کشیدگی پیدا کرنے کے لیے غیر مقلدین ان باتوں کو کتابچے، پمفلٹ وغیرہ کے ذریعے دہراتے رہتے ہیں جس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا جواب دینا شہری سطح پر کم از کم لازم ہو جاتا ہے حال ہی میں شہر میں مولوی جونا گڑھی کی کتاب ''شمع محمدی'' کو مختصر کر کے تقسیم کی گئی جس سے ایک بے چینی کا ماحول چل پڑا تھا مفتی صاحب نے اس کتاب کا جواب تحریر فرما کر احناف کی جانب سے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے۔

آج کل نوجوانوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لیے غیر مقلدین نے یہ بھی حربہ اختیار کر رکھا ہے کہ مذہب احناف کی مؤید احادیث سے آنکھیں موند کر غیر مؤید یا متروک العمل احادیث نوجوانوں کے سامنے پیش کر کے ان کے ذہن وفکر کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارا نوجوان بڑی آسانی سے ان کا شکار ہو جاتا ہے۔ ضرورت تھی اس بات کی کہ جن مسائل کو قوم کے سامنے پیش کر کے اسے مخالف احادیث کہہ کر مذہب احناف پر طعن کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان مسائل کے حوالے سے احادیث جمع کر دی جائیں اور غیر مؤید احادیث کی حقیقت کو بیان کر دیا جائے اس کتاب میں مفتی صاحب نے اسی کام کو بڑے حسن وخوبی سے انجام دیا ہے جس پر ہر شہری حنفی کو ممنون ہونا چاہیے۔ امید کہ اس کتاب کی اشاعت سے نہ صرف ہمارے نوجوانوں کو خصوصاً دفاع کی قوت ملے گی بلکہ مذہب احناف کو مخالف حدیث کہنے اور خود کو عامل بالحدیث ہونے کا نشہ جن لوگوں کے سروں میں سمایا ہے وہ بھی اترتا نظر آئے گا۔

مفتی صاحب نے اختصار کے ساتھ ''مختصر شمع محمدی'' کا جواب قرآن وحدیث سے پیش کر کے مخالفین پر جس طرح سے معروضات قائم کئے ہیں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مخالفین کا دل ودماغ اگر بغض وعناد سے پاک ہوگا تو وہ بات کو تسلیم کرنے سے کوئی راہ فرار نہ پا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گے۔ کتاب سے عوام واہل علم سبھی استفادہ کر سکتے ہیں کتاب کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اسے انگلش زبان میں بھی منتقل کیا جانا چاہیے تا کہ عصری تعلیم یافتہ طبقہ بھی فتنۂ غیر مقلدیت سے محفوظ رہ سکے۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ کتاب کو قبول عام وخاص بنائے اور مؤلف محترم کے قلم میں مزید قوت وطاقت بخشے اور مزید دین متین کے خدمات لے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیتہ و الثنا۔

کاشف رضا شاد مصباحی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انجأنامن کید الکائدین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من رد فساد المفسدین وعلیٰ الہ واصحابہ وعلیٰ جمیع مقلدیھم الیٰ یوم الدین

؎ دنیا نے تجربات وحوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

ماہ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ بعد نماز مغرب ناچیز اپنے کمرے میں ایک کتاب کے مطالعہ میں منہمک تھا کہ اچانک میرے ایک کرم فرما مولانا اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لئے وارد ہوئے بعد سلام کے ابھی میں ان کی مزاج پرسی میں ہی تھا کہ موصوف نے اپنے ہاتھ کی کتاب میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا پہلے اس کی خبر لیجئے میں تو آپ کے سامنے موجود ہوں، کتاب کا نام ''مختصر شمع محمدی'' کتاب کا سرورق بڑا خوبصورت اور گنبد خضرا کی تصویر سے مزین تھا ساتھ ہی کتاب کے مصنف کا نام مولانا محمد جونا گڑھی تحریر تھا پڑھ کر مجھے تعجب ہوا کہ مولانا تو اس جماعت (اہلحدیث) سے تعلق رکھتے ہیں جس کے تمام افراد ہمیشہ قرآن وحدیث سر پر رکھ کر گھومتے ہیں اور ان کی زبان لفظ قرآن وحدیث کی گردان سے تر رہتی ہے ان کی تصنیف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کردہ کتاب کے اوپر ان کی ذریت نے گنبد خضراء کی تصویر چھاپ کر اپنے پیشانی پر بدعت کا دھبہ کیسے لگالیا مولانا جونا گڑھی کی روح تڑپ رہی ہوگی کہ جب ہم لوگ قبر پر گنبد وقبہ بنانے کو ناجائز وحرام اور بدعت سمجھتے ہیں تو آخر ہماری کتاب کے سرورق پر گنبد خضرا کی تصویر کیوں چھاپی گئی مگر میرا تعجب اس وقت بالکل رفع ہوگیا جب میں نے کتاب کا مطالعہ کیا اس لئے کہ اندرون کتاب مکر وفریب اور جھوٹ کا ایسا جال بچھایا گیا ہے کہ شیطان نے بھی سر پیٹ لیا ہوگا کہ یہ چال تو ہمیں بھی نہ سوجھی۔ گنبد خضراء کی تصویر چھاپنے کی وجہ سمجھ میں آگئی کہ گنبد خضرا سے عقیدت رکھنے والے کم علم مسلمان اسے دیکھ کر سمجھیں گے شاید اپنی ہی جماعت کے کسی عالم کی کتاب ہے اسے پڑھیں گے اور اپنی کم علمی کی بنا پر کچھ لوگ ان کے دام فریب میں پھنس ہی جائیں گے۔

دوسرے مسلمان جب کوئی کام کرتے ہیں تو یہ بھلے مانس لوگ ان سے قرآن وحدیث سے ثبوت مانگتے ہیں صحابۂ کرام کے عمل سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

''مختصر شمع محمدی'' شائع کرنے والوں اور تقسیم کرنے والوں سے کوئی مسلمان پوچھے کہ کتاب کے اوپر گنبد خضراء کی تصویر چھاپنے کا ثبوت قرآن وحدیث یا عمل صحابہ سے پیش کرو ورنہ بات بات پر دوسروں سے قرآن وحدیث اور عمل صحابہ سے ثبوت مانگنا بند کرو۔

ع۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

کتاب ''مختصر شمع محمدی'' لکھنے کا مقصد

مذکورہ کتاب میں فقہ اور بالخصوص فقہ حنفی کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرنے کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پوری کوشش کی گئی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلدین کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ لوگ فقہ کو مان کر خلاف حدیث عمل کرتے ہیں۔ جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں۔

''ہمارے حنفی بھائی فقہ کے مسئلہ کو خلاف حدیث نہیں جانتے۔۔۔۔ میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حقیقت اس کے خلاف ہے' فقہ کے سینکڑوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں۔ (''مختصر شمع محمدی'' ص ا)

حالانکہ جونا گڑھی صاحب اور انکی جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کو یا تو مغالطہ ہوا ہے یا پھر دیدہ ودانستہ طور پر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیوں کہ فقہ کا کوئی مسئلہ خلاف حدیث اس وقت ہوگا جب حدیث موجود ہو اور مجتہد نے موجودہ حدیث سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنا قول و قیاس پیش کیا ہو تو یہ کہنا درست ہوگا کہ یہ مسئلہ خلاف حدیث ہے لیکن اگر کسی امر سے متعلق مختلف احادیث موجود ہوں اور کسی مجتہد یا امام نے ان مختلف احادیث میں سے ایک کو اپنا لیا اس پر عمل کیا اور دوسروں کو عمل کی تلقین کی تو کیا اس کو خلاف حدیث عمل کہا جائے گا یا حدیث کے مطابق عمل ہوا۔ اب اگر کوئی اہلحدیث یہ کہے کہ نہیں جب ایک حدیث کو نظر انداز کر کے دوسری حدیث پر عمل کیا تو حدیث کے خلاف عمل ہوا تو ہم کہیں گے اے اہلحدیثو! اگر تمہاری عقل پر پتھر نہیں پڑے ہیں تو غور کرو اس کتاب میں جو ناگڑھی صاحب نے جتنی حدیثیں اپنی حمایت میں پیش کی ہیں ان سب کے خلاف دوسری حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں جن پر جماعت اہل حدیث کا عمل نہیں تو کیا ہمیں بھی اختیار دیتے ہو کہ ہم بھی اعلان کریں کہ اس جماعت نے تو اپنا نام تو اہلحدیث رکھ لیا مگر عمل ان کا حدیث کے خلاف ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بے درد حکیموں نے یہ بورڈ لگایا ہے
ہمدرد دواخانہ لاحول ولا قوۃ

حدیث وفقہ

مولانا جونا گڑھی نے کیا ہی جھوٹ گڑھا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی پر فریب کوشش کی ہے قرآن کریم کی سورۂ رحمٰن کی آیت مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لا یبغیان ۔ترجمہ: اس نے رواں کئے دو دریاوں کو جو آپس میں ملے ہوئے ہیں ان دونوں کے درمیان آڑ ہے آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ مفسرین نے کہا ہے دو دریاوں سے مراد ایک میٹھا اور ایک کھاری دریا ہے۔ جونا گڑھی نے اس آیت پر قیاس کر کے حدیث وفقہ کو علیحدہ ثابت کرنا چاہا ہے اور حدیث کو میٹھا دریا اور فقہ کو کھاری دریا کہا ہے جیسا کہ لکھتے ہیں

''حدیث کی مٹھاس اس تلخی سے بہت دور ہے جو قیاس میں ہے''
(''مختصر شمع محمدی'' ص ۴)

مسلمانوں پہلے حدیث وفقہ اور قیاس کو سمجھ لیجئے تا کہ جونا گڑھی صاحب اور جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کی دھاندلی اور چالبازی سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

حدیث:۔ رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں بعض ائمہ نے صحابہ و تابعین کے قول و فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا ہے۔

فقہ:۔ العلم بالاحکام الشرعیة عن ادلتها التفصلية
یعنی تفصیلی دلائل کے ذریعہ احکام شرعیہ معلوم کرنا فقہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرعی دلائل جس کے ذریعہ احکام شرعیہ معلوم کئے جاتے ہیں وہ چار ہیں قرآن پاک، حدیث رسول۔ اجماع امت:۔ قیاس۔

قیاس:۔ شریعت میں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینا۔ مسلمان بھائیو! فقہ کی تعریف پر ایک بار پھر غور کیجئے کہ فقہ نام ہے تفصیلی دلائل کے ذریعہ شرعی احکام معلوم کرنے کا۔ اور شرعی دلائل مجتہدین نے چار بیان کی ہیں قرآن وحدیث' اجماع امت اور قیاس یعنی ان چاروں میں سے کسی ایک سے جو مسئلہ مستنبط ہو وہ فقہ ہے۔ مجتہدین کا طریقہ ہے کہ کسی مسئلہ کے اثبات کیلئے پہلے وہ قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں اگر قرآن میں مسئلے کی صراحت نہ ملے تو احادیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اگر احادیث میں بھی مسئلے کی صراحت نہ ملے تو صحابہ کرام کے متفقہ فیصلے کی طرف رخ کرتے ہیں اگر اس مسئلے سے متعلق صحابۂ کرام کا کوئی فیصلہ نہ ملے تو قیاس کرتے ہیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ خود فرماتے ہیں

انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضية الصحابه مقدما ماا تفقو اعلی ما اختلفو ا وحنیئذ اقیس (میزان الشرایعة الکبریٰ بحواله نزهته القاری)

ترجمہ سب سے پہلے میں کتاب اللہ پر عمل کرتا ہوں پھر احادیث پر پھر صحابہ کرام کے متفقہ فیصلے پر اس کے بعد ان کے ان اقوال پر جو مختلف فیہ ہوں (اور ان میں جو قوی ہوں) پھر قیاس کرتا ہوں۔

مذکورہ بالا تشریح سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ فقہ کا مسئلہ یا تو قرآن سے مستخرج ہوگا یا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث سے یا صحابہ کرام کے فیصلے سے یا پھر انہیں تینوں میں سے کسی نظیر پر قیاس کیا گیا ہو گا اب ان بھلے مانس اہل حدیثوں سے کوئی پوچھے کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف کیسے ہوا۔

مسلمان بھائیو! حدیث وفقہ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے انار کا دانہ اور اسکا عرق۔ یا انگور اور اسکا شیرہ یا رائی اور اسکا تیل۔ کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا یہ کہے گا کہ انار کا دانہ اور اسکے عرق میں اختلاف ہے یا انگور اور اسکے شیرہ یا رائی اور اسکے تیل میں اختلاف ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فقہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ فقہ قرآن وحدیث کا مغز ہی ہے مگر جونا گڑھی صاحب سنی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے شاطرانہ حربہ کا استعمال کرتے ہوئے سورہ رحمٰن کی مذکورہ آیت کریمہ لکھ کر حدیث کو میٹھا دریا اور فقہ کو کھاری دریا قرار دے بیٹھے لیکن میں جماعت اہل حدیث سے پوچھنا چاہوں گا حدیث وفقہ کو میٹھے اور کھاری دریا پر قیاس کرنے کا حق ان کو کہاں سے مل گیا جب کہ قیاس ان لوگوں کے نزدیک جائز نہیں ہے کیوں کہ قیاس میں تلخی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر حوالہ گذر چکا ہے۔

غیر مقلدین کی خوبصورت مکاری

جونا گڑھی صاحب مختصر شمع محمدی کے ص ۲ پر لکھتے ہیں کہ حنفی اور اہل حدیث قرآن وحدیث کے ماننے پر متفق ہیں، اسی طرح امامانِ دین، محدثین ومجتہدین کی عظمت وحرمت پر بھی ان کا اتفاق ہے۔ ذرا سا اختلاف پچھلے زمانوں میں اس بات میں ہو گیا ہے کہ آیا ائمہ دین میں سے چار اور ان چار میں سے ایک کی جملہ باتیں، تمام مسائل تقلیدی طور پر مانے جائیں یا نہیں؟ حنفیوں کی طرف سے اس کا اقرار اور اہل حدیثوں کی طرف سے انکار ہوا اس اختلاف نے طول پکڑا اور حدیث کی کتابیں اور قرآن جو اس وقت تک دنیا کے اسلام کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لئے کافی سمجھا جاتا رہا تھا ان کے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئیں۔

سنی مسلمانوں! مذکورہ بالا سطور کو بغور پڑھئے جونا گڑھی صاحب نے قرآن وحدیث کے ماننے پر حنفیوں اور اہل حدیث کا اتفاق بتایا ہے حالانکہ حنفیوں اور اہل حدیث کے درمیان قرآن وحدیث کے ماننے میں بڑا فرق ہے۔ سنی حنفی لوگ قرآن وحدیث کی روشنی میں رسول اکرم ﷺ کو حاضر وناظر، بے مثل بشر۔ اللہ کا نور مانتے ہیں۔ ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الٰہی مطلع علی الغیب جانتے ہیں مقربانِ الٰہی کا وسیلہ جائز قرار دیتے ہیں۔ جب کہ جماعت اہل حدیث مذکورہ تمام باتوں کا انکار کرتی ہے ایسے ہی حنفی لوگ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان سے پاک مانتے ہیں مگر مگر اہل حدیثوں کا ماننا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر کرسی کے اوپر بیٹھا ہے جونا گڑھی صاحب نے اپنی بدعقیدگی کو چھپانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے قرآن وحدیث کے ماننے پر اتفاق ظاہر کیا ہے۔

ایسے ہی امامانِ دین، محدثین ومجتہدین کی عظمت وحرمت پر بھی حنفیوں اور اہل حدیث کا اتفاق مانتے ہیں یہاں بھی جونا گڑھی صاحب نے مکر کا جال بچھایا ہے تاکہ لوگ ائمہ دین، محدثین ومجتہدین کی عظمت وحرمت کا ذکر سن کر نام نہاد اہل حدیثوں کو سچا اور دیانت دار سمجھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کریں اور دام فریب میں آسانی سے پھنس سکیں۔

جونا گڑھی صاحب اور ان کی جماعت اہلحدیث امامانِ دین، محدثین ومجتہدین کی عظمت و حرمت کے کیسے قائل ہیں انہیں کی کتاب مختصر شمع محمدی کے حوالے سے ہی ملاحظہ فرمائیں۔

جونا گڑھی صاحب حدیث وفقہ میں فرق بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''حدیث کی مٹھاس اس تلخی سے بہت دور ہے جو قیاس میں ہے''

(مختصر شمع محمدی، ص ۴)

مذکورہ عبارت میں جوناگڑھی صاحب قیاس کو فقہ مان کر اس میں تلخی بتا رہے ہیں یعنی دوسرے لفظوں میں یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ائمہ دین و مجتہدین کے قول و قیاس میں تلخی ہوتی ہے کیوں اہل حدیثو! یہی امام دین و مجتہدین کی شان و عظمت تسلیم کرنا ہے کاش جوناگڑھی صاحب امام کی تعریف کر دیتے اور امام کا مقام و مرتبہ بھی بیان کر دیتے تو کافی حد تک مسلمان ان کی گمراہ گری سے بچ جاتے مگر یہ تو ان کے مقصد کے خلاف ہوتا۔

اہل حدیثوں کے نزدیک امامان دین و مجتہدین کی عظمت و حرمت کیسی ہے اور ان پر حنفیوں اور اہلحدیث کا اتفاق کیسا ہے اسکا ایک نمونہ اور ملاحظہ کیجئے۔ جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے بعض بھائیوں سے یقیناً یہ شکایت ہے کہ انہوں نے اماموں سے جو برتاؤ رکھا ہے وہ ان کے درجے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ (مزید آگے لکھتے ہیں)

''مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے لفظوں میں کہہ دوں یہ تو امام ماننا نہیں بلکہ پیغمبر ماننا ہے اور ان کا درجہ حد سے آگے بڑھا کر نبوت کی کرسی سے نبی ﷺ کو ہٹا کر اس پر انہیں بٹھا دینا ہے''۔ (مختصر شمع محمدی)

مسلمان بھائیو! جوناگڑھی کی مذکورہ بالا سطروں پر غور کیجئے انہیں اپنے بعض بھائیوں سے شکایت ہے کہ انہوں نے اماموں سے جو برتاؤ رکھا ہے وہ حد سے بڑھا ہوا ہے یہ کون بھائی ہیں ظاہر ہے یہ بھائی اہل حدیث ہو نہیں سکتے بلکہ ائمہ اربعہ کے مقلدین کو ہی کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے اماموں کو ان کی حد سے بڑھا دیا ہے بلکہ کھلے لفظوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے اماموں کو امام نہیں مانا بلکہ پیغمبر مان لیا ہے۔ معاذ اللہ اب عقل کے اندھے جونا گڑھی سے کوئی پوچھے کہ بقول تمہارے جن لوگوں نے اماموں کو پیغمبر مان لیا وہ مومن اور مسلمان رہے یا کافر ہو گئے جونا گڑھی اور اہل حدیث چونکہ اماموں کو ان کی حد سے نہیں بڑھاتے ہیں اور اماموں کو پیغمبر نہیں مانتے ہیں اسلئے پکے مومن و مسلمان ہیں اب اہلحدیث بتائیں کہ یہ مومن و کافر میں بھائی کا رشتہ قرآن کی کس آیت یا کون سی حدیث سے ثابت ہے اور امامان دین، محدثین و مجتہدین کی عظمت و حرمت پر حنفیوں اور اہل حدیثوں کا اتفاق کیسے رہا؟۔ ایسے لوگوں کیلئے کہا گیا ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔ پتہ چلا کہ جونا گڑھی صاحب نے امامان دین و مجتہدین کی عظمت و حرمت پر اتفاق کا قول صرف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ ایسے عیاروں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

جونا گڑھی صاحب کا ایک اور فریب

جونا گڑھی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ

> ''حدیث کی کتابیں اور قرآن جو اس وقت تک دنیائے اسلام کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا تھا ان کے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئی''
>
> (مختصر شمع محمدی ص ۳۰۲)

کتنی عیاری سے فقہائے کرام پر مخالف قرآن و حدیث ہونے کا الزام لگا دیا کہ قرآن و حدیث کی کتابیں دنیائے اسلام کیلئے کافی تھیں مگر انکے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئیں ہم کہتے ہیں قرآن و حدیث کل بھی رہنما تھے اور آج بھی ہیں مگر کتب فقہ جب لکھی گئیں اس وقت تک بہت سے نئے مسائل جنم لے چکے تھے اور قرآن و حدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں ان کا صراحتاً ذکر نہ ملا تو فقہائے اسلام نے اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کتابیں لکھیں یہ مطلب نہیں کہ قرآن وحدیث کے خلاف تعلیم دینے کے لئے کتابیں لکھیں جیسا کہ جوناگڑھی نے ذہن وفکر دینے کی کوشش کی ہے یہ تو ائمہ مجتہدین کا احسان ہے کہ انہوں نے کتابیں لکھیں اور ان میں ایسے اصول وضوابط تحریر کئے ہیں جس سے آنے والے زمانے میں جدید مسائل کا حل تلاش کرلیا جائے گا اگر یہ ائمہ مجتہدین کا طریقہ غلط ہے جیسا کہ غیر مقلدین اہل حدیث اور جوناگڑھی بتانا چاہتے ہیں کہ فقہ کی ضرورت نہیں صرف قرآن وحدیث کافی ہیں تو ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو؟ یہ بتاؤ کہ تمہاری مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اس دور میں اذان ونماز ہوتی ہے اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے اگر ہے تو ثبوت پیش کرو اور اگر نہیں ہے تو جائز سمجھ کر اسکا استعمال کرتے ہو یہ ناجائز جواز وعدم جواز کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہونا چاہئے۔ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین

جوناگڑھی صاحب کی چالبازی

لکھتے ہیں۔

''اصولاً حنفی اور محمدی میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ المجتھد قد یخطئی و قد یصیب یعنی کبھی مجتہد کا اجتہاد قرآن وحدیث کے مطابق ہوتا ہے اور کبھی خلاف اس اصول کے ماتحت لازمی چیز ہے کہ فقہ کے ائمہ کے مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو موافق ہوں قبول کئے جائیں جو خلاف ہوں انہیں ناقابل عمل سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں'' (مختصر شمع محمدی' ص ۳)

مذکورہ بالا سطور میں جوناگڑھی صاحب نے عربی عبارت کے ترجمہ میں من مانی کیا ہے جو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بالکل غلط ہے بامحاورہ ترجمہ یہ ہے کہ مجتہد سے جو (اپنے اجتہاد میں) کبھی خطا واقع ہوتی ہے اور کبھی وہ درستگی پر ہوتا ہے مجتہد سے جو خطا اس کے اجتہاد میں کبھی واقع ہو جاتی ہے تو اس کا قرآن و حدیث کے مخالف ہونا کہاں لازم آتا ہے کیوں کہ مجتہد سب سے پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اگر کتاب اللہ میں صراحتاً مسئلہ مذکور نہیں تو حدیث میں دیکھتا ہے اگر حدیث شریف میں بھی صراحت نہ ملے تو صحابہ کرام کے فیصلے پر نظر ڈالتا ہے اگر وہاں بھی کوئی فیصلہ نہ ملے تو پھر مجتہد اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہے اب یہاں خطا کا امکان ہے لیکن وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو یہ کیا ضروری ہے اگر ایسا ہوتا تو اللہ کے نبی ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اسکی اجازت نہ دیتے چنانچہ جامع ترمذی ابواب الاحکام میں ہے

عن معاذ ان رسول الله ﷺ بعث معاذ ا الی الیمن فقال کیف تقضی فقال اقضی بما فی کتاب الله قال فان لم یکن فی کتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم یکن فی سنة رسول الله ﷺ قال اجتهد رائی قال الحمد الله الذی وفق رسول رسول الله۔

ترجمہ:۔ حضرت معاذ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا کیسے فیصلہ کرو گے عرض کیا کتاب اللہ کے مطابق آپ نے فرمایا کہ اگر وہ کتاب اللہ میں (صراحتاً) نہ ہو تو عرض کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرونگا آپ نے فرمایا اگر وہ سنت میں بھی نہ ہو تو عرض کیا اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے حمد ہے جس نے اپنے رسول کے قاصد کو یہ توفیق دی۔

جو ناگڑھی صاحب مجتہدین کے قیاس و اجتہاد کو اپنے قیاس کی طرح سمجھ رہے ہیں حالانکہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مجتہد سے اگر اپنے اجتہاد میں خطا بھی ہو جائے تو بھی وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے

عن ابو ھر یرہ قال قال رسول الله اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فله اجران واذا حکم فاخطاء فله اجر وا حد۔(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حاکم فیصلہ کرتے وقت غور وفکر سے کام لے اور صحیح فیصلہ کرے تو اسکے لئے دو اجر ہیں اور اگر خطا ہو جائے تو اس کے لئے ایک ثواب ہے۔

حضرات غور فرمایئے کہ مجتہد کا مقام و مرتبہ کیا ہے مجتہد اگر غلطی بھی کرتا ہے تو ثواب کا مستحق ہوتا ہے مگر جونا گڑھی صاحب مجتہدین کی غلطی کو اپنی اور عوام الناس کی غلطی کی طرح سمجھ کر ان کے قول کو چھوڑنے کا سبق دے رہے ہیں جب کہ کسی مجتہد کی اجتہادی خطا کو دوسرا مجتہد ہی خطا قرار دے سکتا ہے جو علم و فضل میں پہلے والے مجتہد کے ہم پایہ ہو اب اگر کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کے قول کو غلط ثابت کر دے تو اب اس مجتہد کے قول پر عمل کیا جائے گا نہ کہ پہلے والے قول پر مگر قول مجتہد پر عمل کئے بغیر چارہ نہ ہوگا کیوں اہل حدیثو! کچھ تو بات سمجھ آئی۔

چور مچائے شور

عوام الناس میں ایک مثل (کہاوت) مشہور ہے چور مچائے شور یعنی کسی چور کو چوری کرتے ہوئے رات میں دیکھ کر کچھ لوگ شور مچاتے ہیں اور کہتے ہیں چور چور تا کہ لوگ چور کو پکڑ لیں مگر بعض چور ان سے بھی زیادہ ہوشیار ہوتے ہیں وہ اپنے مکر و فریب کو بروے کار لا کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ بھی عوام کے ساتھ چور چور بولنا شروع کر دیتے ہیں اب لوگ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی چور پکڑنے والوں میں سے ہے۔

بالکل ایسے ہی جونا گڑھی صاحب نے اپنی کتاب میں مکروفریب کا جال بچھایا ہے اور متعدد جگہوں پر لکھا ہے کہ ہم بھی اماموں کو مانتے ہیں ان کی امامت کے قائل ہیں کہیں پر لکھا کہ ائمہ کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کو حد سے گیا گذرا ہوا مانتے ہیں۔ یہ جونا گڑھی صاحب کا ایک رخ ہے دوسری طرف جونا گڑھی صاحب اماموں کو قرآن وحدیث کے خلاف اجتہاد کرنے والا مان کر ان کے قول کو ترک کرنے کی بات کرتے ہیں۔ تقلید شخصی میں امام کو وہ نبی ماننا بتاتے ہیں۔ یہ کھلا ہوا فریب نہیں تو کیا ہے ان کی بدعقلی تو ملاحظہ کیجئے کہ ہم پوچھتے ہیں جو شخص قرآن وحدیث کے خلاف اجتہاد کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ حکم قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور ہے تو پھر وہ امام دین کیسے ہوسکتا ہے اور اسکی امامت کو تسلیم کرنا کیسے درست ہوگا اور اگر ایسا نہیں کہ تو فقہ وقول امام کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا اور اسے ترک کا مطالبہ کرنا کیسے درست ہوگا کیوں اہل حدیثو؟ تمہارے پاس اسکا کوئی جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں ہے۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے سلفیوں کو موت پر یہ بدادا نہ دے

غیر مقلدین اہل حدیثوں سے ایک سوال

جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''اہل حدیث دل سے اور کھرے دل سے اماموں کی امامت کے قائل ہیں لیکن ہاں ان کی نبوت کے قائل نہیں۔ (مختصر شمع محمدی، ص ۵)

ہم پوچھتے ہیں کہ اہل حدیثو؟ اگر تمہارے پاس کھرے دل ہیں تو یہ بتائے کہ امام کی تعریف قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا ہے اور ان کی ضرورت کیا ہے نیز ان کی امامت کی بھی تشریح کرو ساتھ ہی اسکی بھی نشاندہی کرو کون لوگ ائمہ کرام کی نبوت کے قائل ہیں۔

امام کی ضرورت

نماز پڑھانے والے امام کے متعلق امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے جعل الامام لیوتم به (نسائی) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس حدیث پاک میں سرکار دو عالم ﷺ نے مقصد امامت بیان کیا ہے کہ نماز میں جس شخص کو اپنا امام منتخب کرلیا جائے تو مقتدیوں پر اس امام کی پیروی لازم ہے جب امام تکبیر کہے تو مقتدی تکبیر کہیں ایسے ہی جب امام رکوع وسجدہ کرے تو مقتدی بھی رکوع وسجدہ کریں یہیں سے بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس کو امام مانا جائے اسکی پیروی لازم ہوگی اور جسکی پیروی کی جائے اسکو پہلے سچا اور دیانت دار مانا جائے گا ایسا نہیں کہ مقتدی کی سمجھ میں جو نہ آئے اسے قرآن وحدیث پر پیش کرنا شروع کردے اور جو اسے قرآن و حدیث کے موافق دکھے اس میں تو امام کی پیروی کرے اور جو قرآن وحدیث کے موافق نہ دکھے اس میں اقتدا و پیروی ترک کردے۔ کیوں اہل حدیثو! تم نماز میں ایسا کرتے ہو کہ نہیں اگر نہیں تو نماز کے باہر جسے امام مانتے ہو جیسا کہ جونا گڑھی صاحب نے لکھا ہے اسکی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پیروی کیوں نہیں کرتے ان کے قول وفعل کو سچا کیوں نہیں مانتے اسی کو تو دورخی پالسی کہا جاتا ہے اب اگر کوئی اہل حدیث یہ کہے کہ نماز کے اندر امام کی پیروی کا حکم حدیث سے ثابت ہے اور ہم اہل حدیث ہیں اسی لئے نماز کے اندر امام کی پیروی لازم جانتے ہیں اور نماز کے باہر امام کی پیروی کا حکم حدیث سے ثابت نہیں اس لئے باہر امام کی پیروی اپنے اوپر لازم نہیں جانتے ہم کہیں گے اہل حدیثو؟ نماز کے باہر امام ماننے کا حکم قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر اسکی پیروی بھی لازم ہوگی اور اگر امام ماننے کا حکم قرآن وحدیث سے ثابت نہیں تو پھر جونا گڑھی صاحب نے دعویٰ کیوں کیا؟ اسی لئے نا تا کہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے اپنے جال میں پھنسالیا جائے۔

جماعت اہل حدیث کا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض

ایک طرف تو جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم لوگ امام دین کی امامت کے قائل ہیں ان کی شان وعظمت کے معترف ہیں مگر امام شبرمہ کا اور امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کر کے قوم کو یہ دکھانا چاہ رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ دین وشریعت میں قیاس کرتے تھے اہل حدیثو! اپنے نقل کردہ واقعہ میں غور کرو امام جعفر نے سوالات کئے اور امام اعظم نے اسکے جوابات دیئے ہیں پھر اس پر امام جعفر نے جو تبصرہ کیا ہے اس سے امام اعظم کا قرآن و سنت کے خلاف قیاس کرنا کہاں ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ امام جعفر کے جتنے سوالات ہیں ان میں امام اعظم کا عمل وعقیدہ وہی ہے جو امام جعفر کا ہے اگر امام اعظم کا عمل مذکورہ صورتوں سے علیحدہ ہوتا جب یہ کہنا صحیح ہوتا کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے قرآن وسنت کے خلاف قیاس کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام جعفر کے والد محترم حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی امام اعظم کے حاسدین نے ورغلایا تھا کہ وہ احادیث کے خلاف قیاس کرتے ہیں مگر جب امام اعظم کی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تمام شکوک وشبہات رفع ہو گئے درج ذیل واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

جب امام اعظم کی ملاقات حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا ،سنا ہے تم قیاس کی بنا پر ہمارے نانا رسول کریم ﷺ کی احادیث کی مخالفت کرتے ہو؟ آپ نے عرض کی۔ یہ سراسر بہتان ہے دیکھئے عورت مرد سے کمزور ہے لیکن وراثت میں اس کا حصہ مرد سے نصف ہے اگر میں قیاس کرتا تو فتویٰ دیتا کہ عورت کو مرد سے دوگنا حصہ ملنا چاہیے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرتا۔ اسی طرح نماز روزے سے افضل ہے جبکہ حائضہ عورت پر روزے کی قضا ہے نماز کی نہیں اگر میں قیاس کرتا تو حیض سے پاک ہونے والی عورت کو نماز کی قضا کا بھی حکم دیتا مگر میں حدیث کے مطابق روزے ہی کی قضا کا حکم دیتا ہوں۔ یونہی پیشاب منی سے زیادہ نجس ہے۔ اس لئے اگر میں قیاس کرتا تو پیشاب کرنیوالے کو غسل کا حکم دیتا اور احتلام والے کو صرف وضو کے لئے کہتا لیکن میں احادیث کے مقابل قیاس نہیں کرتا ۔ یہ سن کر امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر خوش ہوئے کہ انہوں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا (مناقب للموفق، ص ۱۲۶ بحوالہ امام اعظم ۲۰۴)

مذکورہ بالا واقعہ سے یہ بات اچھی طرح ظاہر ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث کے خلاف قیاس نہیں کرتے تھے ہاں جب کسی امر کا ثبوت قرآن وحدیث یا اجماع صحابہ سے نہ ملتا تو قیاس فرماتے اور ایسی صورت میں یہ کام تو اہل حدیث بھی کرتے ہیں مگر قیاس سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عداوت بھی رکھتے ہیں۔ کیوں اہل حدیثو! جب کسی بات کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں پاتے تو قیاس کرتے ہو کہ نہیں اگر کرتے ہو تو پھر امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے مقلدین پر طعنہ زنی کیوں کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف رکھو۔

چاروں مذاہب برحق کیسے ہیں

ہم مقلدین یہ مانتے ہیں کہ چاروں مذاہب برحق ہیں کیوں کہ چاروں مذاہب کے مسائل قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ سے مستخرج ومستنبط ہیں مگر جونا گڑھی صاحب اور ان کی جماعت اہل حدیث کے حلق کے نیچے یہ بات نہیں اترتی ہے اسی لئے تو قوم کو گمراہ کرنے کیلئے لکھ مارا کہ۔

> ''اگر چاروں میں سے ہر ایک میں حق ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں حق کا چوتھائی حصہ، نہ کہ پورا حق، جب ایک چوتھائی حق ہے تو یہ بھی مسلم ہے کہ ہر مذہب میں تین چوتھائی باطل ہے'' (مختصر شمع محمدی ص ۸)

ہم کہتے ہیں اہل حدیثو! کیا قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ہے کہ چاروں مذاہب حق پر نہیں یا جونا گڑھی پر الہام ہوا تھا؟ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ تمہارا قیاس ہوا کہ نہیں اور تمہیں قیاس کا یہ حق کہاں سے مل گیا کہ یہ کہو کہ چاروں میں ایک چوتھائی حصہ حق اور تین چوتھائی حصہ باطل ہے شاید شیطانی الہام ہوتا ہوگا۔

چاروں مذاہب کا برحق ہونا کیا اس طرح ثابت نہیں ہوتا ہے کہ کسی امر سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے متعدد افعال ہوں اور متعدد لوگ سرکار دو عالم ﷺ کے ایک ایک قول یا فعل کو اپنا کر عمل کریں تو کیا یہ لوگ برحق نہ ہوں گے مثلاً اگر کتا کسی برتن میں چاٹ لے تو اسکے پاک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرنے کے متعلق حضور ﷺ کے تین قول کتب احادیث میں موجود ہیں ایک میں سات بار دھلنے کا حکم ہے ایک روایت میں آٹھ بار اور ایک روایت میں تین بار دھلنے کا حکم ملتا ہے۔ اب اگر تین مسلمان تینوں احادیث میں سے ایک پر عمل کریں تو حق پر ہوں گے یا نہیں کیوں؟ اہل حدیثو! کچھ بات سمجھ میں آئی کہ نہیں۔ کیا یہاں بھی کہو گے کہ اسلام کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا۔ چاروں مذاہب کا معاملہ بھی ایسے ہی ہے، کتے کے چاٹے ہوئے برتن کے پاک کرنے والی تینوں روایتیں ان کی اصلی بحث میں ذکر کی جائیں گی۔

اسلام کی پہلی صدی میں تقلید کیوں نہ تھی

اسلام کی پہلی صدی میں خود شارع اسلام بنفس نفیس ظاہری طور پر صحابۂ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے صحابۂ کرام بلا واسطۂ غیر شارع اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے احکام اسلامی سیکھتے تھے حضور سرور کائنات کو کسی کی تقلید کی ضرورت ہی نہ تھی کیوں کہ آپ خود امام کائنات ہیں۔ رہے صحابۂ کرام تو انہیں بھی کسی کی تقلید کی ضرورت محسوس نہ ہوئی کیوں کہ وہ براہ راست احکام و مسائل سرکار دو عالم ﷺ سے معلوم کر لیتے تھے ہاں حضور رحمت عالم ﷺ کے پردہ فرما لینے کے بعد عام صحابۂ کرام بعض مخصوص صحابۂ کرام سے مسائل دریافت فرماتے جس سے تقلید شخصی کا اشارہ ملتا ہے جیسے حضور علیہ السلام کا فرمان علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الرشدین (ترمذی ابن ماجہ) تم پر میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے اس حدیث پاک کے مخاطب صحابہ کرام اور قیامت تک آنے والے مسلمان مانے جاتے ہیں تو کیا اس سے تقلید کا ثبوت نہیں ملتا ہے ایک اور حدیث پاک سے ایسا ہی ثبوت فراہم ہوتا ہے ذکر عبداللہ عند عبداللہ بن عمرو فقال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذالك رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله ﷺ يقول استقرأو القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود فبدأ به و سالم مولى ابى حذيفة وابى ابن كعب و معاذبن جبل (بخارى ابواب المناقب) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہیں میں اسکے بعد سے برابر محبوب رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ چار آدمیوں سے قرآن سیکھو عبداللہ بن مسعود سے سرکار نے ان کا نام پہلے لیا اور ابو حذیفہ کے غلام سالم سے' ابی ابن کعب سے اور معاذ بن جبل سے۔

بخاری کی اس حدیث سے یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے عام صحابہ کرام کو یہ حکم عطا فرمایا کہ چار شخصوں سے قرآن سیکھو یہاں بھی تقلید کا اشارہ ہے کہ خود سے قرآن نہ سیکھو بلکہ مذکورہ چار حضرات کے سکھانے کے مطابق سیکھو مگر جوناگڑھی صاحب اور ان کی ذریت کی زبان یہ بولتے ہوئے نہیں تھکتی کہ ہمارے لئے قرآن وحدیث کافی ہے۔اب کسی سے پڑھیں گے، سیکھیں گے تو معلم کے بتائے ہوئے طور طریقے پر سیکھیں گے اور معلم اسی طریقے پر قرآن سکھائے گا جس طرح اس نے اپنے استاذ سے سیکھا ہے اب یہی تو تقلید ہے شاید اہل حدیث لوگ کسی سے قرآن نہ سیکھتے ہوں بلکہ ان کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے قرآن وحدیث سیکھ کر ہی پیدا ہوتے ہوں۔

جوناگڑھی صاحب لکھتے ہیں

" پھر اگر ہمارے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ تھے۔ اسلام بغیر تقلید کے پورا تھا اور اچھا تھا اور کافی تھا تو آج بھی وہی اسلام پورا ہے کافی ہے۔ کامل ہے۔ مقبول ہے جس میں تقلید پر نہ ہو"
(مختصر شمع محمدی، ص ۱۱)

مذکورہ بالا اقتباس میں جونا گڑھی صاحب نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ مسلمانوں کو ائمہ دین اور ان کے اقوال و افعال سے گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے لکھتے ہیں ایک سو سال کے مسلمانوں کا جن میں تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ تھے۔ اسلام بغیر تقلید کے تھا۔ ہم پوچھتے ہیں عقلمندو؟ صحابۂ کرام نے تو اللہ کے رسول ﷺ سے احکام اسلامی سیکھ کر عمل پیرا رہے مگر تابعین وغیرہ نے احکام اسلامی کیسے سیکھے قرآن پاک میں تمام احکام مصرح تو ہیں نہیں اور کتب حدیث بھی موجود نہیں تھیں اب اگر اہل حدیث یہ کہیں کہ تابعین نے صحابہ سے اسلام اور اسلامی احکام سیکھے تھے تو ہم کہیں گے یہ عمل تقلید ہوا کہ نہیں پھر یہ لکھنا کہ ایک سو سال تک اسلام بغیر تقلید کے پورا تھا وغیرہ وغیرہ آج بھی وہی اسلام پورا ہے کافی ہے۔ کامل ہے۔ مقبول ہے جس میں تقلید نہ ہو صریح جھوٹ اور دھوکہ دینا ہے کہ نہیں۔ (مختصر شمع محمدی، ص ۱۱)

قرآن وحدیث میں ہی اسلام ہے

بے شک اسلام قرآن وحدیث میں ہی ہے۔ اسلام کے جملہ اسرار و رموز قرآن وحدیث میں ہیں لیکن کیا یہ بھی درست ہے کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے جملہ مسائل کی صراحت بھی قرآن وحدیث میں موجود ہے اگر کوئی اہل حدیث اسکا قائل ہے تو وہ بہت جھوٹا ہوگا اسلئے ہر مسئلے کا صراحتاً اثبات قرآن وحدیث سے نہ ہونا حدیث رسول سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب حضور علیہ السلام نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پوچھا تھا کہ کیسے فیصلہ کرو گے حضرت معاذ بن جبل نے جواباً کہا تھا قرآن سے پھر حدیث رسول سے حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر قرآن وحدیث میں وہ چیز نہ ملے تو عرض کیا پھر اپنی رائے قیاس سے فیصلہ کروں گا حضور علیہ السلام نے اس جواب کو پسند فرمایا اور خوشی کا اظہار کیا۔ پوری حدیث اور اسکا حوالہ ماقبل میں گذر چکا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو؟ یہ بتاؤ کہ حضرت معاذ بن جبل کا قول (اور اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا) پر حضور علیہ السلام کا اظہار خوشی کرنا اور حمد باری تعالیٰ بجالانا یہ بھی اسلامی تھا یا غیر اسلامی کیوں کہ تم آج بھی کہتے ہو ہمارے لئے قرآن وحدیث بس ہے واہ رے اہل حدیثو! تم تو حضور علیہ السلام اور صحابہ سے بھی چار قدم آگے نکل گئے وہ لوگ تو قرآن وحدث کے بعد اجتہاد رائے کو تسلیم فرمارہے ہیں اور تم انکار کرتے ہو معاذ اللہ رب العلمین۔ معلوم ہوا جو چیز صراحتاً قرآن وحدیث میں مذکور نہ ہو اسکے بارے میں قیاس واجتہاد کرنا قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ وہ بھی سلام میں داخل ہے۔

ایک ہاتھ قرآن کیلئے اور ایک ہاتھ حدیث کیلئے

مسلمانوں کی کامیابی وکامرانی کا سبب بتاتے ہو جونا گڑھی صاحب نے جو گل افشانیاں کی ہیں اس میں بھی فقہ اسلامی سے بغض اور ائمہ دین سے عناد جھلک رہا ہے لکھتے ہیں

''ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا دوسرے میں حدیث تھی ایک میں کلام اللہ تھا دوسرے میں کلام رسول اللہ ﷺ تھا۔ اگر یہی جواب ہے تو آج تمہارا بھی تیسرا ہاتھ نہیں جو تیسری چیز کی ضرورت ہو، ایک مٹھی میں قرآن لو دوسری میں حدیث لو۔ جب تیسرا ہاتھ پیدا ہو تب تیسری چیز پیدا کر لینا اب تو طرف قرآن وحدیث بس ہے (مختصر شمع محمدی، ص ۱۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسلمانوں مذکورہ اقتباس کو بغور پڑھئے کیا جونا گڑھی صاحب یہ ثابت نہیں کرنا چاہ رہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے جو دو ہاتھ عطا فرمائے ہیں وہ اس لئے کہ ایک ہاتھ میں قرآن لو دوسرے میں حدیث اور چونکہ تیسرا ہاتھ مسلمانوں کے پاس ہے نہیں اس لئے تیسری چیز یعنی فقہ اور اقوال ائمہ دین کو اپنانے کی ضرورت نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو! یہ بتاؤ کہ قرآن کی کس آیت یا کون سی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ایک ہاتھ قرآن کیلئے اور ایک ہاتھ حدیث کیلئے ہے اور اگر ایسا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں تو یہ ابلیسی خیالات اپنا کر مسلمانوں کو گمراہ کیوں کر رہے ہو۔ حدیث میں تو دونوں ہاتھوں کا استعمال کچھ اور ہی بتایا گیا ہے حدیث پاک میں ہے

قال حدثتنی حفصة زوج النبی ﷺ قالت ان النبی ﷺ کان یجعل یمینه لطعامه و شرابه وثیابه ولیجعل شماله لما سوىٰ ذالك (ابوداؤد حدیث ۳۲)

حارثہ ابن وہب خزاعی نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھانے، پینے اور کپڑا پہننے کے لئے دایاں دست مبارک استعمال کیا کرتے اور ان کے سوا باقی کاموں کیلئے بایاں دست استعمال کرتے تھے۔

عن عائشة قالت کانت ید رسول الله ﷺ الیمنی لطهوره و طعامه وکانت یده الیسریٰ لخلائه وماکان من اذیً (حدیث ۳۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو اور کھانے کیلئے تھا اور بایاں ہاتھ آپ استنجا کرنے اور نجاست دور کرنے میں استعمال فرماتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھا مسلمانو! دونوں ہاتھوں کا استعمال اللہ کے نبی ﷺ کس لئے کرتے تھے۔ دونوں ہاتھوں کا استعمال جس کام کے لئے حضور علیہ السلام نے کیا صحابہ کرام نے بھی ان ہی کاموں میں اپنے دونوں ہاتھوں کو استعمال کیا اور آج تک مسلمان بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو استعمال استعمال کرتے ہیں۔ اب ان اہل حدیثوں سے کوئی پوچھے کہ جب تمہارے ایک ہاتھ میں قرآن ہے اور دوسرے میں حدیث تو دوسرے کام مثلاً کھانا پینا، پاخانہ پیشاب سے طہارت حاصل کرنا وغیرہ کس ہاتھ سے کرتے ہیں کیا ان کاموں کے لئے تمہارے پاس کوئی تیسرا ہاتھ پیدا ہو گیا ہے دونوں ہاتھوں میں قرآن وحدیث لینے کے علاوہ جس طرح تم دیگر کام وکاج کر لیتے ہو کیا اسی طرح فقہ اور اقوال ائمہ دین کو نہیں لیا جا سکتا ہے۔ ایں چہ بوالعجبی ست۔

تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے اور کن میں نہیں

حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شرعی مسائل تین طرح کے ہیں (۱) عقائد (۲) وہ احکام جو صراحتاً قرآن پاک یا حدیث شریف سے ثابت ہوا جتہاد کو ان میں دخل نہ ہو۔ (۳) وہ احکام جو قرآن یا حدیث سے استنباط و اجتہاد کر کے نکالے جائیں۔ مزید آگے لکھتے ہیں۔ عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔ پھر آگے لکھتے ہیں صریح احکام میں بھی کسی کی تقلید جائز نہیں (مثلاً) پانچ نمازیں، تیس روزے، روزے میں کھانا پینا حرام ہونا۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا ثبوت نص سے صراحتاً ہے اس لئے یہ نہ کہا جائے گا کہ نمازیں پانچ اس لئے ہیں یا روزے ایک ماہ کے اس لئے کہ فقہ اکبر میں لکھا ہے۔ یا امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے جو مسائل قرآن وحدیث یا اجماع امت سے اجتہاد و استنباط کر کے نکالے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید کرنا واجب ہے (ماخوذ از جاء الحق)

جونا گڑھی صاحب نے مقلد اور تقلید کے بارے میں اصول فقہ کی کتاب توضیح وتلویح سے جو عربی عبارت نقل کی ہے اس کا تعلق بھی مسائل شرعیہ کی تیسری قسم سے ہے یعنی قیاسی و اجتہادی مسائل میں ہی مقلد کی دلیل صرف قول امام ہوگا۔ لیکن جونا گڑھی صاحب نے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے اسے قرآن وحدیث کا مقابل بنا دیا یہ کھلا فریب نہیں تو کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

''الغرض مقلد کی دلیل صرف قول امام ہی ہے نہ کہ قرآن وحدیث''
(مختصر شمع محمدی، ص ۱۳)

جونا گڑھی کا دعویٰ جھوٹا اور پرفریب ہے

ختم مقدمہ میں جونا گڑھی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں میں ایک دو نہیں بیسوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں لکھتے ہیں

''حنفی بھائی جان لیں کہ فقہ حنفی کی کتابیں ایسی ہیں جیسے چونٹیوں بھرا کباب ہے اور یہ معلوم کرلیں بلکہ اپنی آنکھوں دیکھ لیں کہ ایک دو نہیں بیسوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں مثلاً حدیث میں حلال تو فقہ میں حرام ہے (مختصر شمع محمدی، ص ۱۴) جونا گڑھی نے جن فقہی مسائل کو حدیث کے خلاف بتا کر قوم کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے انہیں مسائل کو میں فقہ وحدیث کا ادنیٰ طالب علم ہونے کی حیثیت سے ثابت کرونگا کہ وہ مسائل حدیث شریف کے خلاف نہیں ہیں بلکہ احادیث طیبہ سے ثابت شدہ ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کچھ ضروری باتیں

جن مسائل کو جاناگڑھی صاحب نے خلاف حدیث بتایا ہے اسے میں حدیث کے مطابق ثابت کروں اس سے پہلے چند ضروری باتیں سمجھ لینا ضروری ہے۔ بہت ممکن ہے جو احادیث میں پیش کروں اسے اہل حدیث ضعیف قرار دیں اس لئے کہ چند جگہوں پر جوناگڑھی نے لکھا ہے صحیح حدیث کے خلاف ہیں اور اکثر جگہوں پر مذہب حنفی کے مسائل کو حدیث کے خلاف لکھا ہے تو ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو! تمہارے نزدیک ضعیف حدیث حدیث ہے کہ نہیں تم کہتے ہو ہمارے لئے قرآن وحدیث کافی ہے تو پہلے یہ ثابت کرو کہ حدیث کا صحیح ہونا یا ضعیف ہونا قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے یا پھر کسی حدیث سے ہی ثابت کر دکھاؤ۔ کیا حضور علیہ السلام نے احادیث کو صحیح اور ضعیف میں تقسیم کیا ہے یا صحابہ کرام نے احادیث کی تقسیم کی ہے کیا زمانہ اسلاف میں یعنی ایک سو سال کے اندر (بقول تمہارے جب اسلام بغیر تقلید کے کامل مکمل اور پورا تھا) حدیث کو صحیح اور ضعیف دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر تمہیں بھی حدیث کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ مطلق حدیث مان لینا چاہیے تاکہ تمہارا دعویٰ صحیح ہو سکے لیکن اگر تقسیم حدیث جیسی بدعت کو گلے لگا رہے ہو تو اتنی بات اور یاد رکھو کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے اپنے عہد میں جن احادیث کو دلیل بنایا ہے وہ ضعیف نہ تھیں کیوں کہ امام اعظم علیہ الرحمہ نے یا تو وہ حدیث کسی صحابی سے لی یا پھر تابعی سے اور صحابی اور تابعی کا ضعیف ہونا بہت مشکل ہے ہاں امام اعظم علیہ الرحمہ کی مستدل حدیثیں اگر آپ کے بعد کسی راوی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف کرار دی جاتی ہیں تو اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضعف کا مذہب حنفی پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ لہٰذا صحیح حدیث اور ضعیف حدیث بول کر کے قوم مسلم کو گمراہ نہ کرو۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اصول حدیث کی رو سے ضعیف حدیث تعدد طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

مذہب حنفی کے وہ مسائل

جن کو جوناگڑھی نے خلاف حدیث بتایا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہ احادیث سے ثابت شدہ ہیں سلسلہ وار ملاحظہ فرمائیں

اور جو ناگڑھی اور ان کی جماعت اہل حدیث کے جھوٹ اور مکرو فریب سے آگاہی بھی حاصل کریں۔

خطبہ جمعہ کے دوران نماز کا مسئلہ

اس عنوان کے تحت جوناگڑھی صاحب نے مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کی "عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم وهو يخطب اذا جاء احد يوم الجمعة والامام يخطب فليركع ركعتين ولتجوز فيهما"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جب تم میں کوئی جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی حالت میں آئے تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے اور ذرا ہلکی۔ (مختصر شمع محمدی، ص ۱۶)

پھر بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث کا ترجمہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ لیکن حنفی مذہب اس حدیث کت (کو) نہیں مانتا اور نہ ماننے کی دلیل میں مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ اور در مختار کا حوالہ پیش کیا ہے۔ حالانکہ جونا گڑھی صاحب کا یہ جھوٹا الزام ہے کہ حنفی مذہب بخاری و مسلم کی مذکورہ حدیث کو نہیں مانتا ہدایہ اور در مختار میں کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ ہم مذکورہ بالا احادیث کو نہیں مانتے ہیں ہدایہ اور در مختار کا جو حوالہ جونا گڑھی نے پیش کیا ہے اس سے صرف اتنا ثابت ہے کہ مذہب حنفی کا عمل بخاری و مسلم کی نقل کردہ احادیث کے خلاف ہے ذرا بھی عقل و سمجھ رکھنے والا یہ جانتا ہے کہ کسی حدیث کو ماننا الگ بات ہے اور اس پر عمل کرنا الگ بات، ایسی ہی کسی حدیث کو نہ ماننا اور بات ہے عمل نہ کرنا دوسری بات ہے کسی حدیث پر عمل نہ کرنے سے اس کا نا ماننا ثابت نہیں مگر جونا گڑھی صاحب نے حنفی مذہب سے بغض و عناد کی بنا پر اسے بدنام کرنے کے لئے صاف لکھ دیا کہ حنفی مذہب حدیث کو نہیں مانتا۔

وہ احادیث و آثار جن سے دوران خطبہ نماز کی ممانعت ثابت ہے

ذیل میں ہم وہ احادیث و آثار نقل کرتے ہیں جس سے ہدایہ و در مختار کی بات درست ثابت ہوتی ہے کہ خطبہ جمعہ کے دوران نماز و کلام درست نہیں ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا دخل احدکم المسجد والامام علی المنبر فلا صلوٰة ولا کلام حتیٰ یفرغ الامام (طبرانی فی الکبیر)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب مسجد میں داخل ہو اور امام ممبر پر ہو تو جب تک امام خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے نہ کوئی نماز پڑھے نہ کلام کرے۔

عن ابی هریره قال قال رسو ل الله ﷺ خروج الامام لصلوٰة يقطع الصلوٰة وكلا مه يقطع الكلام (بيهقى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام کا نماز کے لئے نکلنا نماز کو روک دیتا ہے اور امام کا کلام (خطبہ) دوسرے کے کلام کو روک دیتا ہے۔

عن جابر بن عبدالله قال سعد لرجل يوم الجمعة لا صلوٰة لك فذكر ذالك الرجل للنبى صلى الله عليه و سلم فقال يا رسول الله ان سعد ا قال لا صلوٰة لك فقال النبى صلى الله عليه وسلم لم يا سعد قال انه تكلم وانت تخطب فقال صدق سعد (مصنف ابن ابى شيبه و بزار ' ابو يعلىٰ)

حضرت بن جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد نے جمعہ کے دن ایک آدمی سے کہا تیری نماز نہیں ہوئی تو اس آدمی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ۔ سعد نے یہ کہا ہے کہ تیری نماز نہیں ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے سعد تو نے ایسا کیوں کہا حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ علیک السلام (میں نے یہ بات اس لئے کہی) کہ آپ خطبہ دے رہے تھے یہ شخص گفتگو کر رہا تھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا سعد نے سچ کہا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیوں اہل حدیثو !مذکورہ بالا احادیث کی رو سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خطبۂ جمعہ کے دوران نہ کوئی نماز درست ہے اور نہ کلام، کیا اب بھی کہ کہو گے کہ فقہ حنفی کا یہ مسئلہ حدیث کے خلاف ہے اب تو تسلیم کرلو کہ ہدایہ اور درمختار کی عبارت حدیث پاک کے مطابق ہے نہ کہ مخالف بخاری کی ایک حدیث سے بھی مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔

قال اخبر نی سعید بن المسیب ان ابا ھر یر ۃ اخبر ہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا قلت لصاحبك یوم الجمعة انصت والا مام یخطب فقد لغوت

یعنی سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن امام کے خطبہ پڑھتے وقت کہا خاموش رہو تو تم نے لغو کام کیا

(بخاری باب الانصات یوم الجمعتہ والا امام یخطب)

یہ حدیث دعوت فکر دیتی ہے کہ جمعہ کے دن دوران خطبہ اگر کسی کا ساتھی کوئی کلام کرنے لگے اور تم نے اس سے یہ کہا کہ خاموش تو تم نے لغو اور بے کار کام کیا جب کہ دوران خطبہ کلام سے روکنا یہ امر بالمعروف (اچھی بات کا حکم دینا) ہے یہ فرض ہے اب ایسے فرض کام سے دوران خطبہ اللہ کے رسول روک رہے ہیں تو خطبہ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھنا کیسے درست ہوگا۔ ہدایہ کی بات اس حدیث سے بھی صحیح ثابت ہوتی ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو تو کوئی نماز یا کلام درست نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحابۂ کرام کے اقوال

اب ہم کچھ صحابہ کرام کے اقوال پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ جمعہ کے درمیان کوئی نماز اور کلام درست نہیں ہے۔

عن ثعلبة بن ابی ملك القرظی قال ادرکت عمر وعثمان فکان الامام اذاخرج یوم الجمعة ترکنا الصلوٰة (مصنف ابن ابی شبیہ)

ثعلبہ بن ابی مالک قرظی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کا زمانہ پایا جب امام جمعہ کے دن (خطبہ دینے) نکلتا تو ہم نماز ترک کر دیتے۔

عن عطاء عن ابن عباس و ابن عمر انهما کانا یکر هان الصلوٰة و الکلام بعد خر ج الامام (مصنف ابن ابی شیبه) یعنی عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم امام کے نکلنے کے بعد نماز اور کلام کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

عن هشام بن عروة عن ابیه قال اذاقعد الامام علی المنبر فلا صلوٰة (مصنف ابن ابی شیبه)

ہشام کہتے ہیں عروہ کہتے تھے کہ جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو کوئی نماز جائز نہیں۔

عن عقبة بن عامر قال الصلوٰة و الامام علی المنبر معصیة (شرح معانی الا ثار)

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا گناہ ہے جب امام منبر پر ہو مذکورہ بالا آثار سے اکابر صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال معلوم ہوتے ہیں کہ وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرات خطبہ جمعہ کے درمیان نماز وکلام کو جائز نہ سمجھتے تھے کیوں اہل حدیثو! کیا مذکورہ بالا صحابہ کرام وتابعین بھی حنفی تھے اور تمہارے کہنے کے مطابق خلاف حدیث عمل کرتے تھے۔

مندرجہ بالا احادیث وآثار صحابہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوگئی کہ فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ کا مسئلہ خلاف حدیث نہیں بلکہ احادیث کے مطابق ہے اور بخاری ومسلم کی وہ حدیث جسے جوناگڑھی نے پیش کیا ہے اس پر عمل منسوخ ہوگیا ہے۔

ایک رکعت وتر کا مسئلہ

وتر کے ایک رکعت ہونے سے متعلق بھی جوناگڑھی صاحب نے بخاری کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم صلوٰة الليل مثنىٰ مثنىٰ فاذا خشى احد كم صلى ركعة تو ترله ماقد صلى .

یعنی رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب صبح ہو جانے کا ڈر لگنے لگے تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔

یہاں بھی جوناگڑھی صاحب نے بخاری ومسلم، ابوداؤد وابن ماجہ کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ وتر ایک رکعت ہے اور حنفی مذہب ان حدیثوں کو نہیں مانتا ہے پھر ہدایہ کا حوالہ لکھا وتر تین رکعت ہے یعنی جوناگڑھی صاحب بتا رہے کہ وتر احادیث سے ایک رکعت ثابت ہے لیکن حنفی مذہب تین رکعت وتر کا قائل ہے۔ لیکن ہم ثابت کریں گے کہ تین رکعت وتر بھی احادیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے ثابت ہے۔ پہلے ہم جونا گڑھی صاحب کی نقل کردہ بخاری والی حدیث کے ترجمہ کی طرف لوگوں کوتوجہ دلانا چاہتے ہیں۔ لکھتے ہیں'' جب صبح ہو جانے کا ڈر لگنے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے'' تو ترلہ ما قد صلی کا ترجمہ ہضم کر گئے اگر اس عبارت کا ترجمہ کرتے تو جونا گڑھی کے فریب کا پردہ فاش ہو جاتا پوری عبارت کا ترجمہ سن لیجئے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت (اور) پڑھ لے جو اسکی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیگی۔ تو ترلہ ما قد صلی سے یہی ظاہر کی دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا دے تا کہ اسکی پڑھی ہوئی نماز وتر (طاق) ہو جائے اس حدیث سے تو وتر کا تین رکعت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

تین رکعت وتر کا ثبوت

وتر کا تین رکعت ہونا متعدد احادیث وآثار سے ثابت ہے بخاری میں ہی حدیث ہے

حدثنا یحی بن سلیمان قال حدثنی عبداللہ ابن وھب قال اخبر نی عمر و بن الحارث ان عبدالرحمن ابن القاسم حدثہ عن ابیہ عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ فا ذا اردت ان تنصرف فارکع رکعۃً تو ترلك ما صلیت قال القاسم و رأینا اناسا منذ ادرکنا یو ترون بثلاث وان کلا لواسع ارجوا ان لا یکون بشئی منہ باس (بخاری ابواب وتر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب تم نماز سے فارغ ہونا چاہو تو ایک (مزید) پڑھ لو جو تمہاری نماز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو وتر بنادے گی قاسم کہتے ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا اور دونوں صورتیں میرے خیال سے جائز ہیں امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الا علیٰ وقل یا یھاالکا فر ون وقل ھو اللہ احد فی رکعة رکعة وفی الباب عن علی و عائشة وعبدالرحمن بن ابزیٰ عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم (ترمذی باب ما جاء مایقرء فی الوتر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ وتر میں

"سبح اسم ربك الا علیٰ" قل یا یھا الکافر ون اور قل ھو اللہ احد ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت عائشہ اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بواسطہ ابی ابن کعب بھی روایات مذکور ہیں۔

مذکورہ بالا بخاری و ترمذی کی احادیث سے ثابت ہے کہ وتر تین رکعت ہے ہاں بعض احادیث میں ایک کا بھی ذکر ہے لیکن کثیر صحابہ کرام کا عمل تین رکعت وتر پڑھنے پر رہا ہے اس لئے حنفی مذہب نے تین رکعت وتر کو اپنا عمل بنایا مگر جونا گڑھی صاحب نے کہیں بھی تین رکعت وتر کا ذکر نہیں کیا اور الزام لگادیا کہ تین رکعت وتر ماننا فقہ ہے اور ایک رکعت وتر حدیث سے ثابت ہے۔

عن علی قال کا ن رسول اللہ ﷺ یو تر بثلاث (تر مذی باب ماجاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی الوتر بثلاث)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔

عن ام المو منین الصد یقه رضی الله عنها قالت کا ن رسول الله ﷺ یو تر بثلاث لا یسلم الا فی آخر هن (الحاکم فی المستدرک)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے۔عن انس قال الوتر ثلث رکعة (طحاوی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وتر تین رکعت ہیں۔

عن مکحول عن عمر بن الخطاب انه اوتر بثلا ث رکعة لم یفصل بینهن بسلام (مصنف ابن ابی شیبه)

مکحول روایت کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے تین رکعت وتر پڑھا اور ان کے درمیان سلام سے فصل نہیں کیا۔

مسلمانو! غور کرو مندرجہ بالا احادیث و آثار صحابہ سے بخوبی ثابت ہے وتر کی تین رکعت پڑھنا حضور علیہ السلام و جماعت صحابہ سے ثابت ہے مگر جونا گڑھی صاحب اسے فقہ اور حنفی مذہب بتا کر حدیث کے خلاف بتا رہے ہیں اور الزام لگا رہے ہیں کہ حنفی مذہب ایک رکعت وتر کو نہیں مانتا ہم کہتے ہیں بعض احادیث سے وتر کی پانچ رکعت بھی ثابت ہے اب بتایئے تم اہل حدیث ہو کر تین رکعت اور پانچ رکعت وتر کو کیوں نہیں مانتے بحمدہ تعالیٰ ہدایہ کا مسئلہ کی وتر تین رکعت ہے ثابت ہو گیا کہ حدیث کے خلاف نہیں بلکہ حدیث سے مزین ہے ساتھ ہی جونا گڑھی اور غیر مقلدین کا جھوٹ بھی آشکار ہو گیا قارئین ان جھوٹوں کا تصور کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لعنة الله علی الکذبین کا ورد ضرور کر لیں تا کہ ان کی نحوست سے محفوظ رہیں۔

مغرب سے پہلے کی سنتوں کا مسئلہ

جونا گڑھی صاحب نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نماز کو سنت مانتے ہیں اور اسی کے ثبوت میں انہوں نے بخاری کی ایک حدیث نقل کی ہے وہ درج ذیل ہے۔

عن عبدالله بن مغفل قال قال النبی ﷺ صلوا قبل المغرب رکعتین صلوا قبل المغرب رکعتین قال فی الثالثة لمن شاء کراهیة ان یتخذ ها الناس سنة (بخاری)

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت نماز ادا کر لیا کرو، مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرو تیسری دفعہ حکم کے ساتھ ہی فرمایا جو چاہے، اس بات کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کہ لوگ اسے واجب نہ بنالیں (مختصر شمع محمدی ص ۱۸) جونا گڑھی صاحب نے اس حدیث کے ترجمہ میں بھی دھاندلی کیا ہے حدیث مذکور کا آخری جملہ بتا رہا ہے کہ یہ نماز سنت نہیں ہے حدیث شریف کا آخری جملہ ایک بار پھر ملاحظہ ہو

قال فی الثالثة لمن شاء کراهیة ان یتخذ ها الناس سنة

یعنی سرکار دو عالم ﷺ نے تیسری دفعہ فرمایا جو چاہے پڑھے اس بات کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کہ لوگ اسے سنت نہ بنالیں حدیث تو یہ بتا رہی ہے کہ لوگ اس نماز کو سنت نہ بنالیں اسی وجہ سے سرکار نے تیسری دفعہ فرمایا کہ جو چاہے پڑھے (جو چاہے نہ پڑھے) جونا گڑھی نے سنت کا ترجمہ واجب کیا ہے تا کہ ان کا مدعا ثابت ہو جائے کہ مغرب سے پہلے دو رکعت سنت ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چونکہ جونا گڑھی صاحب کی آنکھ میں کتاب ہدایہ کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے اسی لئے ہدایہ کی عبارت نقل کر کے یہ دکھارہے کہ دیکھ لو حنفی مذہب حدیث کو نہیں مانتا بلکہ حدیث کے خلاف حکم دیتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہدایہ میں جو لکھا ہے

ولا یتنفل بعد الغروب قبل المغرب

یعنی غروب آفتاب کے بعد مغرب کی فرض سے پہلے نفل نہ پڑھے۔ یہ خلاف حدیث ہے یا حدیث کے مطابق ہے ہم نیچے وہ احادیث نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ فرض مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنت نہیں ہے۔ عن المختار بن فلفل عن انس ابن مالك قال صليت الركعين قبل المغرب على عهد رسول الله ﷺ قال قلت لانس اراكم رسول الله ﷺ قال نعم رأنا فلم يامر نا ولم ينها نا (ابو داؤد)

یعنی مختار بن فلفل سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں مختار بن فلفل نے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے فرمایا ہم نے دیکھا لیکن آپ نے نہ ہمیں حکم دیا اور نہ منع فرمایا۔

عن طاؤس قال سئل ابن عمر عن الركعتين قبل المغرب فقال مارأيت احداً على عهد رسول الله ﷺ يصليهما (ابو داؤد)

طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دو رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انہیں پڑھتے کسی کو نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھا

عن حماد بن ابی سلیمان انه سال ابراهم النخعی عن الصلوٰة قبل المغرب قال فنهاه عنها وقال ان رسول الله ﷺ وابا بکر و عمر لم یکونو یصلو نها (نصب الرایه)

ترجمہ: حماد ابن ابی سلیمان سے مروی ہے کہ انہوں نے ابرھیم نخعی سے مغرب سے قبل نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس کو نہیں پڑھتے تھے۔

عن بریدة قال قال رسول الله ﷺ ان عند کل اذانین رکعتین ما خلا صلوٰة المغرب (دارقطنی)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر اذان اقامت کے درمیان دو رکعت نماز ہے سوا مغرب کی نماز کے۔

کیوں اہل حدیثو! مذکورہ بالا احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ نہیں کہ نماز مغرب سے پہلے کوئی سنت نماز نہیں ہے اب اگر مذہب حنفی کا مسئلہ ہدایہ میں بیان کیا گیا کہ نماز مغرب سے پہلے کوئی نفل نہ پڑھے تو یہ خلاف حدیث کیسے ہو گیا ہم نے جو احادیث ذکر کی ہیں وہ تمہاری نظر میں حدیث ہیں کہ نہیں اگر ہیں تو جھوٹ بولنے سے توبہ کرلو اور آئندہ نہ کہنا کہ حنفی مذہب حدیث کو نہیں مانتا بلکہ اعلان کرو کہ حنفی مذہب حدیث کے مطابق ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اکہری تکبیر کا مسئلہ

جونا گڑھی صاحب نے کلمات اقامت ایک ایک بار ہونے کو اکہری تکبیر کہہ رہے ہیں اور اس کے ثبوت میں انہوں نے بخاری شریف سے ایک حدیث نقل کی ہے اسکے علاوہ ابوداؤد، نسائی، دارمی کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ انہوں نے اس عنوان میں یہ اقرار بھی کرلیا ہے کہ ایک حدیث میں تکبیر کا دوہرا کہنا بھی ہے۔ مگر اکہری تکبیر کے بارے میں لکھے ہیں کہ

'ایک حنفی عالم غالبانہ نکلے گا جو اسے مانے ہزاروں لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی اسے نہیں مانتا''

ہم کہتے ہیں یہ بھی جونا گڑھی صاحب کا جھوٹا الزام ہے کہ کوئی حنفی اکہری تکبیر والی حدیث کو نہیں مانتا ہر عالم مانتا ہے کہ اکہری تکبیر کے بارے میں حدیث ہے لیکن حنفیوں کا عمل دوہری تکبیر والی حدیث پر ہے اسی لئے ہدایہ میں لکھا ہے والاقامة مثل الاذان یعنی اقامت بھی اذان کی طرح ہے ہم بھی یہی کہہ سکتے ہیں جونا گڑھی صاحب اور دوسرے تمام اہل حدیث دوہری تکبیر والی حدیثوں کو نہیں مانتے تو کیسا لگے گا کیا جماعت اہل حدیث بیک وقت دونوں حدیث پر عمل کرسکتی ہے جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں تکبیر کا دوہرا کہنا بھی ہے۔ یہاں ایک حدیث کہہ کر مذہب حنفی کو کم زور ثابت کرنا چاہ رہے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ کئی ایک حدیث سے دوہری تکبیر کہنا ثابت ہے ذیل میں احادیث کریمہ ملاحظہ ہوں۔

عن عبدالله بن زید قال کان اذان رسول الله ﷺ شفعاً شفعاً فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الا ذان والا قامة (ترمذی باب ماجاء فی ان لا قامة مثنی مثنیٰ)

یعنی حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی اذان واقامت دو دو مرتبہ (دوہری) تھی ایک دوسری حدیث میں امام ترمذی روایت کرتے ہیں الا قامة سبع عشرة کلمة یعنی اقامت میں سترہ کلمات ہیں اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ کلمات اقامت کا سترہ ہونا اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جب کلمات اقامت دو دو مرتبہ ہوں یعنی دوہری تکبیر ہوں۔

کان عبدالله بن زید الانصاری یوذن النبی ﷺ یشفع الا ذان والا قامة (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اذان دیتے تھے اور اذان واقامت میں دو بار کلمات کہتے تھے۔

ان بلالا کان یثنی الا ذان والا قامة (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان واقامت میں دو بار کلمات کہتے تھے۔

عن الا سود ان بلا لا کان یثنی الا ذان ویثنی الا قامة (دارقطنی)

اسود روایت کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان واقامت دوہری کہتے تھے یعنی کلمات اذان واقامت دو دو بار کہتے تھے جو ناگڑھی صاحب نے لکھا تھا کہ ایک حدیث میں دوہری تکبیر کہنا بھی ہے تاکہ لوگ یہ یقین کرلیں کہ صرف ایک حدیث کی بنا احناف اکہری تکبیر والی حدیث کے خلاف کرتے ہیں ہم نے چند حدیثیں یہاں پیش کی ہیں ورنہ اس باب میں اور بھی احادیث مروی ہیں الحمدللہ دوہری تکبیر کا مسئلہ بھی اظہر من الشمس ہوگیا کہ کلمات اقامت کا دو دو بار کہنا احادیث کریمہ کی روشنی میں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عورتوں کا مسجد میں جانا

جونا گڑھی صاحب نے عورتوں کا مسجد میں جانے سے متعلق بخاری شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا مسجد میں نماز کیلئے جانا جائز ہے پھر انہوں نے ہدایہ کا حوالہ پیش کیا ہے ویکرہ لھن حضور الجماعات یعنی عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں آنا مکروہ ہے پھر حنفی بھائیوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں بھائیو حدیث مان کر اسے جائز جانو یا فقہ پر ایمان لا کر مکروہ مانو یہاں پر بھی جونا گڑھی صاحب نے اپنے مکر کا اچھا استعمال کیا ہے تا کہ لوگ سمجھ لیں کہ عورتوں کو جماعت کے ساتھ نماز کیلئے مسجد میں آنا جو ہدایہ میں مکروہ لکھا گیا وہ حدیث کے خلاف حالانکہ صاحب ہدایہ کا قول احادیث کی روشنی میں ہے۔ بخاری کی جس حدیث کو جونا گڑھی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ٹھیک اس سے پہلے حدیث موجود ہے،

عن عائشة رضی الله عنها قالت لو ادرك رسول الله ﷺ ما احدث النساء لمنعهن المسجد (بخاری)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ عورتوں نے جو نیا ڈھنگ بنا رکھا ہے اگر رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ لیتے تو انہیں مسجد سے ضرور روکتے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ خير مساجد النساء قعر بيو تهن (رواه امام احمد و بيهقی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کیلئے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔ اب دیکھ لو کوانکی اچھی مساجد سے ہٹا کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غیر اچھی (مردوں کی مساجد) مساجد میں لے جانا کون سی عقل مندی ہے اسی لئے ہدایہ میں عورتوں کو مسجد میں نماز کے لئے جانا مکروہ لکھا گیا جو احادیث کریمہ کے منشاء مرضی کے مطابق ہے۔ بتاؤ گڑھی صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ ان کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اب بتاؤ افضل کو چھوڑ غیر افضل پر عمل کرنا مستحب ہوا یا مکروہ۔

مسجد میں نماز جنازہ کا مسئلہ

جونا گڑھی نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے وہ حدیث ہم بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو سکے

عن ابی سلمة بن عبدالرحمن ان عائشة لما توفی سعد ابن ابی وقا ص قالت ادخلو ا به المسجد حتیٰ اصلی علیه فانکر ذالك علیها فقالت واللہ لقد صلی رسول الله ﷺ علی ابنی بیضاء فی المسجد سهیل وا خیه (مسلم)

یعنی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکا جنازہ مسجد میں لانے کو فرمایا تا کہ آپ بھی نماز جنازہ میں شرکت کریں۔ اس پر جب انکار کیا گیا تو آپ نے حدیث بیان کی کہ بیضاء کے دونوں بیٹے سہیل اور ان کے بھائی کے جنازے کی نماز رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں پڑھائی تھی۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا اور ہدایہ کا حوالہ لکھتے ہیں کہ مسجد میں جنازے کی نماز با جماعت ادا نہ کی جانی چاہیے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جہاں تک مذکورہ حدیث کے ماننے کا سوال ہے تو حنفی مذہب اسے حدیث تسلیم کرتا ہے لیکن اس پر عمل سے روکتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ حنفی مذہب ایسا کیوں کرتا ہے تو اسکا جواب تو جونا گڑھی صاحب کی نقل کردہ حدیث خود ہی دے رہی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے انتقال پر حضرت عائشہ کا ان کے جنازہ کو مسجد میں لانے کا مطالبہ کرنا اور اس پر صحابہ کا انکار کرنا یہ صاف بتا رہا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا عمل ختم ہو گیا تھا اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا عمل جاری ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نہ تو جنازہ لانے کا مطالبہ کرتیں اور نہ صحابہ کرام انکار کرتے اب اگر اس حدیث کی روشنی میں مذہب حنفی بھی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا ہے تو اس پر حدیث کے نہ ماننے کا الزام لگانا سراسر ناانصافی ہے کیا صحابہ بھی عمل رسول ﷺ کی مخالفت کرتے تھے۔

لگے ہاتھوں ایک حدیث پاک اور ملاحظہ ہو۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علیٰ جنازۃ فی المسجد فلا شی لہ (ابو داؤد)

ایک نسخہ میں لہ کے بجائے علیہ بھی لکھا ہے اور ایک روایت میں فلا اجر لہ آیا ہے یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اسے کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہی حدیث فلا صلوٰۃ لہ کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے یعنی جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو اسکی نماز ہی نہیں ہوئی۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھی جائے اب تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ ہدایہ کا مسئلہ حدیث کے خلاف نہیں بلکہ حدیث کے مطابق ہے اور جونا گڑھی صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی نقل کردہ حدیث عہد صحابہ ہی میں متروک العمل ہو چکی تھی۔

عورتوں کا عیدگاہ میں آنا

عورتوں کا نماز عید کیلئے عیدگاہ جانے سے متعلق بھی جونا گڑھی صاحب نے بخاری کی حدیث نقل کر کے عورتوں کو عیدگاہ جانے کی وکالت کی ہے اور ہدایہ کی عبارت لا کر مذہب حنفی پر طعنہ زنی کی ہے حالانکہ ہدایہ کی عبارت میں عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونے کو مکروہ لکھا ہے اسے عدم جواز سمجھنا جونا گڑھی صاحب کی کم علمی اور بے عقلی ہے اصل حکم جواز کا ہے لیکن فتنہ وفساد کے اندیشے کی وجہ سے عورتوں کا جماعت میں حاضر ہونا مکروہ قرار دیا گیا ہے اور اسکے کراہیت کی دلیلیں وہی ہیں جو عورتوں کو مسجد میں جانے کی بحث میں بیان کی جا چکی ہیں یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ پنج وقتہ نماز جو اہم الفرائض ہیں جب انکے لئے عورتوں کو صحابہ نے مسجد میں جانے سے منع کیا ہے تو نماز عید جو کہ غیر فرض ہے اس کے لئے ہزاروں ہزار مردوں کے اژدحام میں عورتوں کے جانے کو اچھا سمجھنا کہاں کی دانشمندی ہے حضور علیہ السلام کا عہد مبارک خیر القرون کا عہد تھا جبکہ آج اشرار و بدکار لوگوں کی کثرت ہے عورتوں کی عزت و آبرو کو قدم قدم پر خطرہ لاحق ہے ایسے پرفتن ماحول میں بخاری کی حدیث جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ ''آج عورتوں نے جو نیا ڈھنگ بنا رکھا ہے اگر حضور علیہ السلام اسے دیکھتے تو ضرور انہیں مسجد جانے سے روک دیتے'' کی اہمیت بڑھ جاتی ہے ہدایہ میں عورتوں کا عیدگاہ جانے کو مکروہ لکھنا انہی احادیث کی روشنی میں جو عورتوں کا مسجد جانے کی بحث میں درج کی گئیں قارئین وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قربانی کے دنوں کی گنتی

ایام قربانی احناف کے نزدیک تین ہیں یعنی دسویں، گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ مگر جو ناگڑھی صاحب کے نزدیک چار دن ہیں اور اسکے ثبوت کیلئے انہوں نے مسند امام احمد کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

عن جبیر ابن مطعم رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ کل ایام التشریق ذبح

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پورے ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ پھر جو ناگڑھی صاحب نے ہدایہ کی عبارت نقل کی ہے وھی جائزة فی ثلثة ایام یوم النحر ویو مان بعد ہ یعنی قربانی کے تین دن ہیں دس، گیارہ اور بارہ تاریخ ذی الحجہ کی پھر لکھتے ہیں کہو حنفی بھائیو اب تمہیں کس پر اعتماد ہے قول محمد ﷺ پر یا قول امتی پر؟ ہم کہتے ہیں ہاں ہم لوگوں کو قول رسول اللہ ﷺ پر اعتماد ہے اور قول امتی پر بھی اعتماد ہے ایام قربانی کا تین دن ہونا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔

صرف تین دن قربانی کا ثبوت

عن نافع ان عبدالله بن عمر قال الا ضحی یو مان بعد یوم الا ضحی (امام مالک)

یعنی نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن تک ہے۔ کیوں اہل حدیثو! کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بھی قول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محمد ﷺ پر اعتماد نہیں تھا جو قربانی کے ایام تین ہی بتا رہیں یا وہ حنفی ہو گئے کہو کیا خیال ہے۔

حضور علیہ السلام نے پہلے تین دن سے زیادہ تک قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا بعد میں اجازت عطا فرمائی اس ضمن میں جو احادیث مروی ہیں ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایام قربانی تین ہی ہیں میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال لا یاکل احد کم من لحم اضحیتہ فو ق ثلاثة ایام وفی الباب عن عائشة وانس (ترمذی ابواب لاضاحی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھائے۔ اس باب میں حضرت عائشہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہا سے بھی روایات مذکور ہیں۔

عن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ کنت نهیتکم عن لحوم الاضحاحی فو ق ثلاث لیتسع ذو الطول علی من لا طول له فکلو اما بد الکم واطعمو ا واد خر و (ترمذی)

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (بریدہ) سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا کرتا تھا تا کہ گنجائش والے ان لوگوں پر وسعت کریں جنہیں گنجائش نہیں بس جتنا چاہو کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کر لو۔

مسلمانوں غور کرو۔ جو ناگڑھی اور انکے متبعین بھی غور کریں کہ حضور علیہ السلام نے جب منع کیا کہ تین دن سے زیادہ تک قربانی کا گوشت نہ کھاؤ اگر قربانی چار دن ہوتی تو سرکار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عالم ﷺ چار دن سے زیادہ تک ممانعت فرماتے۔ کیا ان احادیث کریمہ سے ہدایہ اور مذہب حنفی کی تائید نہیں ہورہی ہے کہ قربانی تین ہی دن جائز ہے اور یہ ثابت ہوگیا ہم حنفیوں کو قول رسول پر اعتماد ہے اور قول امتی پر بھی۔ مگر اہل حدیثوں کو نہ تو قول رسول پر اعتماد ہے نہ ہی مسلمانوں پر۔

نابینا کی امامت کا مسئلہ

احناف کے نزدیک نابینا کی امامت جائز ہے ہاں اگر بینا یعنی آنکھ والے لائق امامت موجود ہیں تو ان کی موجودگی میں نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر بینا لوگوں کی بہ نسبت نابینا علم وفضل تقوی وطہارت میں فوقیت رکھتا ہے تو ایسی صورت میں نابینا ہی مستحق امامت ہے یہی مذہب حنفی ہے اور اسکی دلیل وہی حدیث ہے جس کو جونا گڑھی صاحب نے اس بحث میں نقل کیا ہے۔

عن انس قال استخلف رسول الله ﷺ ابن ام مكتوم يوم الناس وهو اعمىٰ (ابو داؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی جگہ پر ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا حالانکہ وہ نابینا تھے۔

غزوۂ تبوک کی طرف روانگی کے وقت حضور علیہ السلام نے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا جب اکابر صحابہ کرام حضور علیہ السلام کے ساتھ سفر میں جارہے تھے جب تک حضور علیہ السلام مدینہ میں تشریف فرما رہتے اور دیگر صاحب علم وفضل صحابہ کی موجودگی میں انہیں امام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقرر کرنا ثابت نہیں ہے۔

یہی مذہب حنفی ہے اور ہدایہ کی عبارت ویکرہ تقدیم .....والا عمیٰ کا یہی مطلب ہے کہ بینا علم وفضل والے کی موجودگی میں نابینا کو امامت کیلئے آگے بڑھانا مکروہ ہے یعنی مکروہ تنزیہی ہے ہدایہ کی عبارت سے نابینا کی امامت کو ناجائز یا خلاف حدیث سمجھنا جو ناگڑھی صاحب اور جماعت اہل حدیث کا اندھا پن ہے۔ اور سفید جھوٹ ہے کہ حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا ہے۔ پھر نابینا امام کی کراہیت کا مسئلہ اثر صحابی سے بھی ثابت ہے۔

عن غالب بن هزيل قال دخلت مع سعيد بن جبير مسجدآفصلىٰ معهم فاذا امامهم اعمىٰ فجعلو ايلو مو نه فقال سعيد من ثم كر ه عمر بن الخطاب الاما م اعمى والموذن اعمىٰ (رواه سعيد بن منصو ر)

غالب بن ہزیل روایت کرتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں گیا پھر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی گئی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا امام نابینا ہے لوگ اس امام کی ملامت کرنے لگے تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکروہ قرار دیا کہ امام اور موذن نابینا ہو۔ اب کہو اہل حدیثو! کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تمہاری بیان کردہ حدیث کی مخالف کرتے تھے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر مذہب حنفی کو کیوں مخالف حدیث کہتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

مردہ مچھلی کا مسئلہ

سمندر کے مردہ مچھلی کے بارے میں احناف کا مسلک یہ ہے کہ وہ مچھلی جس کو سمندر باہر پھینک دے اسکا کھانا جائز ہے اور جو مچھلی سمندر میں اپنی طبعی موت مرجائے اسکا کھانا مکروہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے یہی مسئلہ ہدایہ میں بیان کیا گیا ہے لیکن جونا گڑھی صاحب کو ہدایہ سے حد درجہ چڑھ ہے اسی لئے ایک حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں کہ حنفی مذہب اس حدیث کو نہیں مانتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہدایہ میں لکھا گیا مسئلہ کہاں تک صحیح ہے یہ تو ہم بعد میں بیان کریں گے پہلے ہم جونا گڑھی صاحب اور تمام اہل حدیث سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا عمل تمہاری بیان کردہ حدیث (ھو الطھور مائه والحل میتته ۔یعنی سمندر کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پانی پاک ہے اور اسکا مردہ حلال ہے) پر کہاں تک ہے حضور علیہ السلام کا فرمان کہ سمندر کا مردہ حلال ہے اس میں مردہ کی تخصیص نہیں ہے مچھلی کے علاوہ سمندر کے تمام مردہ مثلاً مرا ہوا مینڈک یا کچھوا اور دیگر کیڑے کیا انہیں حلال سمجھ کر تم لوگ کھاتے ہو اگر ہاں تو پھر اسکا اعلان کرو تا کہ مسلمانوں کو تمہاری مردہ خوری و حرام خوری کا واضح طور پر علم ہو جائے اور اگر تمام مردے سمندر کے حلال نہیں مانتے ہو تو پھر تمہارا عمل مذکورہ حدیث کے خلاف ہوا اب اسی کا اعلان کر دو کہ ہم ہر حدیث کو نہیں مانتے بلکہ جو حدیث ہماری طبیعت کے مطابق ہوتی ہے اسکو مانتے ہیں۔

اب سمندر میں مری ہوئی مچھلی کے مکروہ ہونے کا مسئلہ جو ہدایہ میں لکھا ہے اسکے درست اور برحق ہونے کے متعلق ایک حدیث شریف تحریر کر دیتا ہوں تا کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ ہدایہ میں مذہب حنفی کا بیان کردہ مسئلہ غلط نہیں بلکہ حدیث شریف کے مطابق ہے

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ ما القی البحر اوجزر عنه فکلوه و مامات فیه و طفا فلا تاکلوه (ابو داؤد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مچھلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو سمندر پھینک دے یا جس سے سمندر ہٹ جائے اس کو کھالو اور جو سمندر میں مر کر پانی کے اوپر آجائے اسکو مت کھاؤ۔ معلوم ہوا مذہب حنفی کا مسئلہ ہدایہ میں حدیث کو مان کر ہی لکھا گیا ہے۔

کتے کے جھوٹے برتن کا مسئلہ

کتے کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے کے سلسلے میں مذہب حنفی یہ ہے کہ جس طرح دوسری نجس چیزیں تین مرتبہ پاک کرنے سے پاک ہوتی ہیں ایسے ہی کتے کا جھوٹا برتن بھی تین مرتبہ پاک کرنے سے پاک ہوجائے گا یہی مسئلہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ

(یغسل الا ناء من ولو غه ثلثا؛

یعنی کتے کے جھوٹے برتن کو تین دفعہ دھویا جائے۔ تین بار کا دھونا بھی حدیث سے ثابت ہے۔ کتے کے جھوٹے برتن کو پاک کرنے سے متعلق تین طرح کی حدیثیں کتب احادیث میں ملتی ہیں۔ ابوداؤد و مسلم میں دو طرح کی روایتیں مذکور ہیں ایک میں سات بار دھلنے کا ذکر ہے اور یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دوسری ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں سات بار دھلنے کے بعد آٹھویں بار مٹی سے مانجنے کا حکم ہے تیسری یہ بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عن ابی ھر یرۃ قال اذا ولغ الکلب فی الا ناء اھراقه و غسله ثلا ث مر اۃ۔(دارقطنی بیھقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کتا برتن میں منھ ڈال دے تو برتن میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موجود چیز کو پھینک دو اور برتن کو تین مرتبہ دھولو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھلنے کا ذکر آیا ہے۔

عن ابو هريرة عن النبی ﷺ فی الكلب يلغ فی الا ناء انه يغسله ثلثا او خمسا او سبعاً (دارقطنی)

مگر جونا گڑھی صاحب نے ایک حدیث نقل کرنے کے بعد (جس میں سات مرتبہ دھلنے کا ذکر آیا ہے) مذہب حنفی پر حدیث نہ ماننے کا الزام لگا دیا ہم کہتے جونا گڑھی اور اہل حدیث اس سلسلے میں بھی دو حدیثوں کو نہیں مانتے ہیں کیوں کہ سات بار دھلنے والی حدیث پر عمل کرنے سے آٹھ بار اور تین بار دھلنے والی حدیثیں چھوٹ جاتی ہیں معلوم ہو گیا کہ ہدایہ میں لکھا ہوا مذہب حنفی کا مسئلہ خلاف حدیث نہیں بلکہ حدیث کے مطابق ہے اور اہل حدیثوں کا الزام حنفیوں پر بے بنیاد اور جھوٹا ہے۔

نیت تیمّم کا مسئلہ

اس مسئلے میں تو جونا گڑھی صاحب نے جھوٹ اور بد دیانتی اور اپنی کم عقلی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے یا تو انہوں نے ہدایہ میں تیمّم کا مسئلہ پورا پڑھا نہیں ہے یا پھر جان بوجھ کر کذب بیانی سے کام لیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے کیوں کہ جونا گڑھی صاحب نے ھدایہ کی عبارت جہاں سے نقل کہ ہے اس سے ایک سطر اوپر ہی لکھا ہے ۔

والنيتهفرض فی التيمم۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی تیمم میں نیت فرض ہے۔لیکن یہ عبارت ان کونظر نہ آئی دوسری خیانت یہ بھی کیا ہے کہ ہدایہ میں تیمم کے سلسلے میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسکی آدھی عبارت نقل کی گئی ہے جس سے مسئلہ مبہم ہوگیا ہے پوری عبارت اس طرح ہے

ثم اذ انوی الطهارة او استباحة الصلوٰة اجزاته ولا يشرط نية التيمم للحدث او للجنابة۔

پھر جب طہارت یا نماز جائز ہونے کی نیت کرلے تو اسکے لئے یہ کافی ہے اور حدث یا جنابت کے تیمم کی نیت شرط نہیں ہے۔کیوں کہ حدث یا جنابت کے تیمم کی نیت سے مقصد طہارت حاصل کرنا ہی ہوتا ہے اور یہ نیت پہلے ہی کر لی گئی تو پھر الگ الگ حدث یا جنابت کے تیمم کی نیت کی ضرورت نہیں رہ گئی۔مگر یہ بات جونا گڑھی صاحب کی سمجھ میں نہ آئی اور ہدایہ میں مذکورہ مسئلے کو حدیث انما الا عمال بالنیات کے مخالف سمجھ بیٹھے۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے سلفیوں کو موت پر یہ بداد انہ دے

ولی نکاح کا مسئلہ

ولی نکاح کے بارے میں مذہب حنفی یہ ہے کہ وينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضاها وان لم يعقد عليها ولی (ہدایہ) یعنی آزاد عقلمند بالغہ عورت کا نکاح اسکی رضامندی سے بغیر ولی کی اجازت کے بھی ہو جاتا ہے۔مگر جونا گڑھی صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابوداؤد کی ایک حدیث۔قال لا نکلاح الا بولی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں۔ بیان کر کے مذہب حنفی کے مذکورہ بالا مسئلہ کو خلاف حدیث بتا کر غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں

''بھائیو کوفے کا فیصلہ مانو کے یا مدینے کی''؟

ہم کہتے ہیں یقیناً مدینے کی مانیں گے اور مذہب حنفی کا مذکورہ مسئلہ مدینے کی مان کر ہی لکھا گیا ہے۔اب ہم مدینے والے آقا کا فرمان پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر ولی کے بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

ان ابا ھریرۃ حد ثھم ان النبی ﷺ قال لا تنکح الا یم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری (بالغہ) کا نکاح بھی اسکی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ قال الا یم احق بنفسھا من ولیھا تستاذن فی نفسھا (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالغہ عورت اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے۔اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بالغہ عورت جب اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حقدار ہے تو اپنا نکاح بھی اپنی مرضی سے بغیر ولی کی اجازت کے کر سکتی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن ابی سلمۃبن عبدالرحمن قال جاء ت امرلۃ الی النبی ﷺ فقالت یا رسول الله ان عم ولدی خطبنی فر ده ابی وزوجنی وانا کا رهة قال فد عا ابا ها فسا له عن ذالك فقال انی انکحتها ولم آل ماخیر فقال رسول الله ﷺ لا نکاح فانکحی من شئت (مصنف ابن ابی شیبه)

حضرت ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک عورت نے آکر عرض کیا میرے بیٹے کے چچا (دیور) نے مجھے نکاح کا پیغام دیا اور میرے باپ نے اس کو مسترد کر دیا اور میرا نکاح وہاں کر دیا جہاں مجھے پسند نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے یہ معاملہ دریافت فرمایا تو اسکے باپ نے کہا میں نے اس کے نکاح میں کسی بہتر کو ترک نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نکاح نہیں ہوا اور (اس عورت سے کہا) جاؤ جہاں چاہو نکاح کرلو۔

اس حدیث پاک سے بھی ظاہر ہے کہ بالغہ عورت جہاں چاہے اپنی مرضی سے بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کرسکتی ہے۔ بتاؤ اہل حدیثو! یہ باتیں مدینے والی کی ہیں یا کسی امریکہ و افریقہ یا ہندوستان والے کی ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث کریمہ سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ ہدایہ میں جو مسئلہ لکھا ہے وہ دراصل مدینے والے آقا کا ہی فرمان ہے۔

عورتوں کو عورتوں کی امامت کا مسئلہ

مذہب حنفی میں صرف عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ کہا گیا ہے ناجائز نہیں اسی لئے ہدایہ میں یکرہ (مکروہ) کا لفظ لکھا ہے اگر مذہب حنفی کے نزدیک ناجائز ہوتا تو صاحب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہدایہ یکرہ کے بجائے لایجوز لکھتے لیکن یہ بات جوناگڑھی صاحب نہ سمجھ سکے اور الزام لگادیا کہ حنفی مذہب ان حدیثوں کو نہیں مانتا جس میں ام ورقہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی امامت کا تذکرہ ہے ہم کہتے ہیں مذہب حنفی ان حدیثوں کو مانتا ہے ضرور مانتا ہے جبھی تو مکروہ کہتے ہیں ورنہ واضح طور پر ناجائز کہتے، رہا مکروہ کہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ عورتوں کی امام مقتدیہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوگی اور یہ منصب امامت کے خلاف ہے اس لئے کہ امام کا مقام ومنصب مقتدیوں سے آگے ہے نہ کہ درمیان میں اور یہ چیز لفظ امام سے ہی ظاہر ہے اسی لئے مکروہ لکھا گیا ہے ورنہ اصل حکم جواز ہی کا ہے اگر مردوں اور عورتوں کے امام کا حکم ایک ہوتا تو عورت کو بھی یہ اجازت ہوتی کہ وہ مردوں کی امامت کرے جس طرح مردوں کیلئے عورتوں کی امامت کرنا جائز ہے۔

بچوں کی امامت کا مسئلہ

مذہب حنفی میں بچوں اور عورتوں کے پیچھے فرض نماز میں مردوں کی نماز جائز نہیں ہے یہ مسئلہ ہدایہ میں مذکور ہے مگر جوناگڑھی صاحب نے عمرو بن سلمہ والی حدیث پیش کی اور اس سے بچوں کی امامت جائز ثابت کررہے ہیں اگر جوناگڑھی صاحب عمرو ابن سلمہ والی مکمل حدیث نقل کردیتے تو پڑھنے والوں کو اچھی طرح سمجھ میں آجاتا کہ کسی بچے کی امامت کا حشر کیا ہوتا ہے۔ ہم ابوداؤد کے حوالہ سے عمرو بن سلمہ والی حدیث کا مکمل ترجمہ پیش کردیتے ہیں تاکہ مسئلے کا سمجھنا آسان ہوجائے

''حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایسی جگہ پر آباد تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جانے والے ہمارے پاس سے گزرا کرتے۔ جب وہ واپس لوٹتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئے ہمارے پاس سے گذرتے تو ہمیں بتاتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ آیتیں بتائی ہیں میں ذہین لڑکا تھا اس لئے میں نے کافی قرآن مجید زبانی یاد کرلیا تھا۔ میرے والد اپنی قوم کا ایک وفد لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے نماز سکھائی اور فرمایا کہ تمہاری امامت وہ کرے جو زیادہ قاری ہو تو حفظ کرنے کے باعث میں قرآن زیادہ جانتا تھا لہٰذا لوگوں نے مجھے آگے کر دیا تو میں امامت کرتا تھا میرے اوپر ایک چھوٹی سی چادر ہوتی چنانچہ جب میں سجدہ کرتا تو میرا ستر کھل جاتا، قبیلے کی عورتوں میں سے ایک نے کہا اپنے قاری کا ستر تو ہم سے چھپا لیجئے پس لوگوں نے میرے لئے عمانی قمیص خرید دی، اسلام لانے کے بعد اتنا میں کسی اور بات پر خوش نہیں ہوا۔ میں امامت کرتا اور میری عمر سات یا آٹھ سال کی تھی (ابو داؤد من احق بالامامة)"

اس حدیث پاک سے چند باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ (۱) حضرت عمرو ابن سلمہ ایسی جگہ کے رہنے والے تھے جہاں انکے علاوہ کوئی اچھا قرآن پڑھنا نہیں جانتا تھا (۲) عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے امام بنانے کا حکم نہیں دیا بلکہ ان کے قبیلے کے لوگوں نے بنایا تھا۔ (۳) حضرت عمرو بن سلمہ جب سجدہ میں جاتے تو ستر کھل جاتا (۴) حضرت عمر بن سلمہ کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی۔

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے والد اور انکے قبیلے کے لوگوں نے حضور ﷺ کے فرمان "تم میں امامت وہ کرے جو زیادہ قاری ہو" پر قیاس کیا اور عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امام بنالیا لوگوں نے یہ نہ سمجھا کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان بالغ مردوں کیلئے ہے جن پر نماز فرض ہے۔ نا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بالغوں کے بارے میں نہیں۔ نابالغ بچے پر تو نماز ہی فرض نہیں وہ دوسروں کی فرض نماز کی امامت کیسے کریگا۔ کتب احادیث میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ رسول اللہ ﷺ نے نابالغ بچوں کی امامت کا حکم فرمایا ہو بلکہ اثر صحابہ وحدیث سے نابالغ بچوں کی امامت کی ممانعت ثابت ہے عن ابن عباس قال نھا نا امیر المومنین بن الخطاب ...و نھانا ان یومنا الا المحتلم ۔ (رواہ ابن ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ ہماری امامت بالغ ہی کرے۔

عن علی المر تضیٰ کرم اللہ وجھہٗ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقدموا سفھا ئکم و صبیانکم فی صلوٰتکم (رواہ الدیلمی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بے وقوفوں اور بچوں کو امامت کے لئے آگے نہ بڑھاؤ۔

کیوں اہل حدیث اب تو کچھ سمجھ میں آنا چاہیے بچوں کی امامت سے اکابر صحابہ کرام منع فرماتے ہیں اور تم اسے جائز بتاتے ہو کیا تم لوگ حضرت عمرو حضرت علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ سمجھدار ہو گئے ہو اور اگر تمہاری ضد ہے کہ نہیں ہم حضرت عمرو بن سلمہ کی حدیث ہی کو مانیں گے حضرت عمرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہیں مانیں گے تو ہم کہیں گے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ بھی تو ہے کہ سجدہ کی حالت میں ان کی ستر کھل جاتی تھی اور ایک عورت نے دیکھ کر کہا کہ اپنے قاری کی ستر تو چھپاؤ۔ تم بھی اپنے محلہ کے بچوں کو امام بناؤ اور اپنی عورتوں کو ان بچوں کے ستر واشگاف کی روزانہ زیارت کرنے کیوں کہ تمہارے نزدیک آج بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عورتوں کو مسجد لے جانا سنت اور باعث ثواب ہے۔ مذکورہ بالا اثر و حدیث سے ثابت ہوا کہ ہدایہ کی عبارت حدیث کے مطابق ہے خلاف حدیث نہیں۔

ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ

مذہب حنفی میں چار رکعت والی فرض نماز کے پہلی دو رکعت میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے جو حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحہ الکتاب سے ثابت ہے یعنی حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز (کامل) نہیں، رہی آخری دو رکعتیں تو اس میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا بطور قرأت فرض نہیں ہے اسی مسئلے کو ہدایہ میں بیان کیا گیا ہے کہ

وھو مخیر فبالاخرین معناہ ان شاء سکت وان شاء قرأ وان شاء سبح

یعنی فرض کی آخری دو رکعتوں نماز پڑھنے والوں کو اختیار ہے اگر چاہے تو چپ کھڑا رہے اگر چاہے پڑھے اگر چاہے تو سبحان اللہ کہے۔ اسکے بعد ہدایہ میں لکھا ہے

الا ان الافضل ان یقرأ

مگر افضل یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھے مگر جونا گڑھی صاحب نے اس عبارت کو چھپالیا تا کہ مذہب حنفی پر انگشت نمائی کا موقع مل سکے۔ حضور ﷺ آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کا آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بطور قرأت فرض نہیں تھا کیوں کہ جن رکعتوں میں سرکار دو عالم ﷺ بطور فرض قرأت کرتے اس میں سورۂ فاتحہ کے بعد ضم سورہ بھی کرتے تھے لہٰذا چار رکعت والی فرض نماز کے آخری دو رکعتوں میں حضور ﷺ کا بغیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضم سورہ کے سورۂ فاتحہ پڑھنا بطور قرأت فرض نہیں بلکہ بطور جواز وسنت تھا۔اسی لئے ہدایہ میں لکھا گیا کہ آخری دو رکعتوں میں پڑھنے والا مختار ہے چاہے تو چپ رہے اور چپ رہنا صرف بطور جواز ہے مگر بہتر نہیں بہتر وافضل سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہے۔اب جونا گڑھی صاحب کا اسے خلاف حدیث بتانا نادانی ہے اگر حدیث کو نہ مانتے تو سورۂ فاتحہ پڑھنے کو افضل کیوں لکھتے۔رہا جونا گڑھی کا لکھنا کہ ''حدیث کی رو سے کسی نماز کی کوئی رکعت بغیر الحمد شریف پڑھے نہیں ہوتی'' یہ ان کا قیاس ہے قول رسول ﷺ یا قول صحابہ نہیں، معلوم ہوا کہ ہدایہ کا مسئلہ اپنی جگہ درست اور مطابق حدیث ہے چونکہ حضور ﷺ آخری دو رکعتوں میں بھی سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اسی لئے ہم بھی کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔

فرض نماز کی اقامت کے بعد سنتوں کا مسئلہ

مذہب حنفی میں فرض نماز کی اقامت ہو جانے کے بعد کوئی سنت پڑھنا شروع کرنا درست نہیں ہے ہاں نماز فجر میں اگر اقامت ہوگئی ہو اور کسی نے سنت فجر نہیں پڑھی ہے تو اگر یقین ہو کہ وہ آخری رکعت پالے گا تو دو رکعت سنت فجر پڑھ لے یہ عمل صحابہ سے ثابت ہے اور یہی مسئلہ ہدایہ میں مذکور ہے جس کا حوالہ جونا گڑھی صاحب نے دیا ہے۔جونا گڑھی صاحب نے مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے پھر سوائے اسی فرض کے اور کوئی نماز نہیں ہے اس حدیث کی رو سے ہدایہ کے مسئلہ کو انہوں نے خلاف حدیث بتایا ہے، ہم پوچھتے ہیں کیا وہ صحابہ کرام خلاف حدیث عمل کرتے تھے یا حنفی ہو گئے تھے جنہوں نے نماز فجر کی اقامت ہو جانے کے بعد بھی سنت فجر ادا کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن ابی مجلز قال دخلت المسجد فی صلوٰۃ الغداۃ مع ابن عمر و ابن عباس والا مام یصلی فاما ابن عمر فدخل الصف واما ابن عباس فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلمه الامام قعد ابن عمر مکانه حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین (طحاوی)

ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز فجر کے لئے مسجد میں داخل ہوا جب کہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت ابن عمر تو جماعت میں شامل ہو گئے اور حضرت ابن عباس نے دو رکعت سنت پڑھیں پھر جماعت میں شامل ہوئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد حضرت ابن عمر اپنی جگہ بیٹھے رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا اس کے بعد حضرت ابن عمر نے دو رکعت سنت پڑھیں۔

عن ابی عبید اللہ عن ابی الدرداء کان یدخل المسجد و الناس صفوف فی صلوٰۃ الفجر فیصلی الرکعتین فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی الصلوٰۃ (شرح معانی الا ثار)

ابوعبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے جب کہ صبح کی جماعت کھڑی ہوئی تھی انہوں نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعت سنت پڑھی پھر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شامل ہوئے۔

کیوں اہل حدیثو! کیا مذکورہ صحابۂ کرام خلاف حدیث عمل کرتے تھے اگر ایسا نہیں ہے تو حنفیوں پر سنت فجر کے بارے میں خلاف حدیث ہونے کا الزام کیوں لگاتے ہو ہم بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث پاک کی رو سے اقامت فرض ہو جانے کے بعد دیگر نمازوں میں سنت پڑھنے کو درست نہیں سمجھتے ہیں لیکن چونکہ سنت فجر کی اہمیت زیادہ ہے اسی لئے بہت سے صحابہ کرام فجر کی اقامت فرض ہو جانے کے بعد بھی سنت فجر پڑھتے تھے انہیں کی اتباع کرتے ہوئے مذہب حنفی بھی اجازت دیتا ہے۔ نماز فجر کے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد بھی سنت فجر پڑھ لی جائے۔ سنت فجر کی اہمیت سے متعلق دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں۔

عن ام المو منین الصدیقه رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ رکعتاا لفجر احب الّی من الدنیا جمیعا (رواه الامام احمد)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعت (سنت) مجھے پوری دنیا سے عزیز ہے۔ حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک اور حدیث مروی ہے انہوں نے کہا کہ

"قال رسول الله ﷺ رکعت الفجر خیر من الدنیا وما فیها (مسلم و ترمذی)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر۔

صبح کی قضا شدہ سنتوں کا مسئلہ

فجر کی دو رکعت سنت کے بارے میں مذہب حنفی یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص سنت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد نہ پڑھے بلکہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے یہی مسئلہ ہدایہ میں لکھا ہے لیکن جونا گڑھی صاحب ابوداؤد کی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں کہ حنفی مذہب اسے نہیں مانتا۔

ہم کہتے ہیں کہ ہدایہ کا مسئلہ حدیث مان کر ہی لکھا گیا ہے ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے۔

عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منهم عمر بن الخطاب وکان من احبهم الی ان رسول الله ﷺ نهیٰ عن الصلوٰة بعد الفجر حتی تطلع (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے کئی صحابہ کرام جن میں حضرت عمر بن خطاب بھی ہیں اور میرے نزدیک بہت محبوب ہیں، سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔اس باب میں حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور کئی صحابہ کرام کی حدیث مروی ہے۔

عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة بعد الصبح حتی تطلع الشمس (راوه الطبرانی فی المعجم الکبیر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبح کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے۔

اب بتاؤ اہل حدیثو! مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کو تم کیوں نہیں مانتے؟ کیا ان حدیثوں کے راویوں پر بھی خلاف حدیث ہونے کا الزام لگاؤ گے اگر ایسا نہیں تو پھر حنفیوں پر کیوں الزام لگاتے ہو پتہ چلا کہ مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ کا مسئلہ حدیث کے مطابق ہے اور اہل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث پکے جھوٹے ہیں۔لعنة الله علی الکاذبین

حلالہ کا مسئلہ

مذہب حنفی کا قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو اسکا شوہر تین طلاق دیدے تو وہ عورت نکاح سے بالکلیہ باہر ہو جائے گی لیکن اگر تین طلاق کے بعد پھر وہ دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو حکم یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے بغیر کسی شرط کے پھر شوہر ثانی اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا انتقال کر جائے تو یہ عورت عدت گذارنے کے بعد پھر پہلے والے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے قرآن پاک میں

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتیٰ تنکح زوجا غیر ہ۔

یعنی پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے (کنز الایمان)

حدیث شریف میں ہے۔

عن عائشه قالت جاء ت امر أة رفاعة القرظی الیٰ رسول الله ﷺ فقالت انی کنت عندر فاعة فطلقنی فبت طلاقی فتز وجت بعده عبدالرحمن بن الزبیر وما معه الا مثل هدبة الثوب فقال اتریدان ترجع الیٰ رفاعة قالت نعم قال لا حتیٰ تذوقی عسیلته و یذوق عسیلتك (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئی کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے تین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طلاق دے دی پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی۔ اور ان کے پاس نہیں ہے مگر کپڑے کے پھندے کی طرح فرمایا کیا تم رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو عرض کی ہاں۔ فرمایا یہ نہیں ہوگا جب تک کہ تم اسکا اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔ مذکورہ بالا آیت قرآنیہ اور حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث میں حلالہ کا حکم آیا ہے اور اسکا طریقہ بھی بیان کر دیا گیا ہے اور یہی مسئلہ ہدایہ میں بیان کیا گیا ہے مگر جونا گڑھی اسے حدیث کے خلاف لکھتے ہیں (خیال فرمایئے کہ اللہ کے رسول رسولوں کے سرتاج ﷺ جس کام کو (حلالہ) حرام اور لعنت کا باعث کہیں حنفی مذہب اسے حلال کر دینے کا باعث کہتا' مختصر شمع محمدی' ص ۲۸) مسلمانو! غور کرو حلالہ کا حکم قرآن وحدیث بتا رہا مگر جونا گڑھی اسے مذہب حنفی کہہ کر حرام اور باعث لعنت بتا رہے ہیں ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو بتاؤ ہم نے اوپر جو آیت قرآنیہ تحریر کی اور بخاری ومسلم کی حدیث کا ذکر کیا وہ تمہارے نزدیک قرآن وحدیث ہے کہ نہیں اور اس سے حلالہ کا حکم مل رہا ہے کہ نہیں پھر بھی تم لوگ حلالہ کو حرام بتاتے ہو۔ تو قرآن وحدیث کے تم منکر ہوئے یا مذہب حنفی۔

جونا گڑھی صاحب تو اہل حدیث ہیں انہوں نے جو حدیث نقل کی ہے

لعن رسول الله ﷺ المحلل والمحل له۔

اسکا مطلب ان کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ان کی پیش کردہ حدیث کا مطلب ہے کہ جو شخص اس شرط پر نکاح کرے کہ دخول کرتے ہی طلاق دے دیگا اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ میں بھی ایسے نکاح کو مکروہ لکھا ہے

واذا تزوجها بشرط التحليل فالنكاح مكروه۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی جب کوئی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرے تو یہ نکاح مکروہ ہے لیکن جونا گڑھی صاحب کی آنکھیں ھدایہ کی اس عبارت کو نہ دیکھ سکیں پتہ چلا کہ حلالہ کے بارے میں ہدایہ کا مسئلہ قرآن وحدیث سے مزین ہے مگر جونا گڑھی نے صرف مذہب حنفی کو بدنام کرنے کیلئے فریب کا جال بچھایا ہے۔

تین طلاق کا مسئلہ

مذہب حنفی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت یا ایک مجلس میں تین طلاق دیدے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور یہ مسئلہ ہدایہ میں مذکور ہے لیکن جونا گڑھی صاحب نے صحیح مسلم کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک دفعہ یا ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں اور حضرت عمر کی خلافت کے تین سال کے زمانہ تک ایک ہی شمار ہوتی تھیں؟ آپ نے فرمایا ہاں پھر جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں کہ

''لیکن مذہب حنفی اس حدیث کو نہیں مانتا وہ کہتا ہے کہ فاذا فعل ذالك وقع الطلاق وكان عاصيا۔ یعنی اگر کسی شخص ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو وہ گنہگار ہے وہ طلاق واقع ہو جائے گی، پھر آگے لکھتے ہیں کہ بس حدیث میں تو تھا کہ ایسی تین طلاقیں ایک کر دی جائیں گی اور حنفی مذہب میں ہے کہ وہ تین رہیں گی۔ (مختصر شمع محمدی، ص ۲۹)

ہم کہتے ہیں کہ اہل حدیثو! ہم تمہاری نقل کردہ حدیث کو ضرور مانتے ہیں کہ سرکار کے زمانہ میں ایسا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں تین طلاقوں کو نافذ کر دیا (جیسا کہ مسلم کی حدیث میں مذکور ہے) اور صحابہ کرام نے اسے تسلیم کر لیا تو مذہب حنفی نے بھی تین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تسلیم کرلیا تو کیا جرم کیا۔

حضور ﷺ نے تین طلاقوں کے نفاذ کا ثبوت

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں بھی تین طلاق کو ثابت مانا ہے جس کے متعلق ایک حدیث حلالہ کے مسئلہ میں گذر چکی ہے اسکے علاوہ بھی احادیث کریمہ ہیں جس سے ثابت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے تین طلاق کو تین تسلیم فرمایا ہے۔

قال عن الا سود عن عائشة قالت سئل رسول الله ﷺ عن رجل طلق امرأته يعنى ثلا فتزوجت زوجا غيره فدخل بها ثم طلقها قبل يوا قعها اتحل لزوجها الاول قالت قال النبى ﷺ لا تحل لاول حتىٰ تذوق عسيلته الا خر ويذوق عسيلتها ۔ (ابو داؤد)

اسود کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں پس اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کرلیا وہ اس کے پاس آیا پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے طلاق دیدی کیا عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کے لئے حلال نہیں ہوئی جب تک کہ وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے اور دوسرا اس کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے تین طلاق کو تین تسلیم فرمایا ہے صحابہ کرام کے آثار سے بھی ثابت ہے کہ ایک دفعہ میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

عن واقع بن سحبان قال سئل عمران بن حصين عن رجل طلق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امرأته ثلاثافی مجلس قال اثم بربه و حرمت علیه امرأته (مصنف ابن ابی شیبه)

واقع بن سحبان بیان کرتے ہیں کہ عمران بن حصبن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں؟ حضرت عمران بن حصین نے کہا اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

عن الزهری فی رجل طلق امراته ثلاثا جمیعا قال ان من فعل فقد عصیٰ ربه وباتت منه امرأته (مصنف ابن ابی شیبه)

زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدے اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اسکی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔

آثار صحابہ سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ کیوں اہل حدیث کیا ثابت نہ ہوا کہ حضور علیہ السلام اور آپکے صحابہ ایک طرف ہیں اور مذہب حنفی انہیں کے نقش قدم پر ہے مگر تمہاری جماعت حضور ﷺ اور جماعت صحابہ سے بغاوت کر کے علیحدہ ہوگئی ہے۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

وقت قربانی کا مسئلہ

مذہب حنفی میں قربانی کا وقت شہر والوں کیلئے نماز عید الاضحیٰ پڑھنے کے بعد اور دیہات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والوں کیلئے فجر کے بعد سے ہی قربانی جائز ہے کیوں کہ دیہات میں عیدین کی نماز واجب نہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا جمعة ولا تشريق الا فی مصر جا مع ۔

یعنی جمعہ اور تشریق صرف مصر جامع میں ہے۔(نصب الرایہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔

لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جا مع (مصنف عبدالرزاق بیھقی)

یعنی جمعہ اور تشریق عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف مصر جامع میں ہے۔

مذکورہ حدیث شریف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ نماز عیدین صرف شہر میں واجب ہیں دیہات میں نہیں اسی لئے مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ میں مسئلہ لکھا گیا کہ۔

فا ما السواد فیذبحون بعد الفجر ۔

یعنی شہر کے آس پاس والے (دیہات کے لوگ) فجر کے ساتھ اپنی قربانیاں کر سکتے ہیں۔

جونا گڑھی صاحب نے جو بخاری کی حدیث وقت قربانی کے بارے میں نقل کی ہے ہمیں وہ حدیث تسلیم ہے کیوں کہ حضور علیہ السلام نے شہر مدینہ منورہ میں یہ حکم فرمایا تھا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہے اسے اس کی جگہ دوسری قربانی کرنی چاہیے اس فرمان کو مذہب حنفی شہر والوں کیلئے تسلیم کرتا ہے اور یہی حکم شہر والوں کو دیتا ہے کہ وہ نماز سے پہلے قربانی نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کریں۔ دیہاتی لوگ اس حکم سے نصب الرایہ والی حدیث کی رو سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اب ہم مسلمانوں کے نزدیک حدیث وفقہ دونوں مقبول ہوں گے اور جو ناگڑھی اور ان کی جماعت ہی مردود قرار دی جائے گی۔

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا مسئلہ

مذہب حنفی میں نماز جنازہ کے اندر قرآن مجید کی کسی آیت کو بطور تلاوت قرآن جائز نہیں البتہ قرآن مجید کسی آیت کو ثنا یا دعا کے طور پر پڑھا جا سکتا ہے مگر جو ناگڑھی صاحب نے بخاری کی ایک حدیث نقل کی جس میں جنازہ پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھی اس حدیث کو لیکر حنفی مذہب کے مسئلے کو غلط ثابت کیا ہے اور طعنہ زنی کی ہے جب کہ کثیر آثار صحابہ وحدیث سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا منع ہے ذیل میں چند صحابہ کرام کے اقوال درج کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو جاتا ہے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہیں ہے اور مذہب حنفی کا مسئلہ جو ہدایہ میں مذکور ہے درست ثابت ہوتا ہے۔

عن عمر و ابن شعیب عن ابیه عن جد ه عن ثلاثین من اصحاب رسول الله ﷺ انهم لم یقومو اعلیٰ شئی فی امر الصلوٰة علیٰ الجناز ة (مصنف ابن ابی شیبه جلد ۳)

عمر بن شعیب نے اپنے باپ وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز جنازہ میں کسی معین چیز کے ساتھ قیام نہیں کیا۔

عن الشبعی قال فی التکبیر الا ولیٰ یبدأ بحمد الله والثناء علیه و

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الثانية صلوٰة على النبی ﷺ والثالثة دعاء لميت والرابعة للتسليم (مصنف بن ابی شیبہ جلد ۳)

شعبی کہتے ہیں کہ پہلی تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثنا کی جائے دوسری تکبیر میں نبی ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے تیسری تکبیر میں میت کے لئے دعا کی جائے اور چوتھی تکبیر میں سلام پھیر دیا جائے۔

عن جابر قال ما باح لنا رسول الله ﷺ ولا ابوبكر ولا عمر فی الصلوٰة علىٰ الميت بشئی (مصنف ابن ابی شبیه ، جلد ۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کسی چیز کے پڑھنے کو معین نہیں فرمایا۔

عن علی انه اذا صلی علی المیت یبدأ بحمد الله ویصلی علی النبی ﷺ ثم یقول اللهم اغفر لا حیائنا واموا تنا (الحدیث) (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھتے تو اللہ کی تعریف بیان کرتے پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے پھر دعا کرتے۔ اللهم اغفر لا حیائناو اموا تنا۔

عن نافع ان ابن عمر کان لا یقرأ فی الصلوٰة علىٰ المیت (مصنف ابن ابی شیبه جلد ۳)

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

عن ابی السنهال قال سئلت ابا لعالیة عن القرأة فی الصلوٰة علی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجنازة بفاتحة الكتاب فقال ما كنت احسب ان فاتحةا لكتاب تقرأ الا فی صلوٰة فیها رکوع و سجود (مصنف ابن ابی شیبه جلد ۳)

ابوالمنہال کہتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ سے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا میرے گمان میں سورۂ فاتحہ صرف اس نماز میں پڑھی جاتی ہے جس میں رکوع اور سجدہ ہو۔

کیوں اہل حدیثو! کیا مذکورہ بالا اقوال سے مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ کا مسئلہ برحق ثابت نہیں ہوتا ہے تم لوگ فاتحہ کے نام سے چڑھتے ہو فاتحہ کا نام سنتے ہی تمہیں بخار آجاتا ہے تو پھر نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے پر کیوں اصرار کرتے ہو جب کہ کثیر صحابہ کرام نماز جنازہ میں قرأت قرآن کو درست نہیں قرار دیتے ہیں۔

نماز جنازہ میں تکبیروں کا مسئلہ

احناف کے نزدیک نماز جنازہ چار تکبیروں سے پڑھنا ہے متعدد حدیثوں سے چار تکبیروں کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر جونا گڑھی صاحب نے مسلم شریف سے ایک حدیث نقل کی جس سے پانچ تکبیروں کا ثبوت ملتا ہے پہلے ہم اسی حدیث کو پیش کر دیتے ہیں کیوں کہ اس سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔

عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال کان زید ابن ارقم یکبر علی جنائزنا اربعا وانه کبر علی جنازة خمسا فسالته فقال کان رسول الله ﷺ یکبر ها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ جنازے کی نماز چار تکبیروں سے پڑھاتے تھے ایک مرتبہ ایک جنازے پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں راوی نے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا رسول اللہ ﷺ نے بھی پانچ تکبیروں سے پڑھائی ہے۔

ہمیں بھی تسلیم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانچ تکبیروں سے جنازہ پڑھایا اور پانچ ہی کیا چھ اور آٹھ تکبیروں سے بھی نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہے۔ مسلم شریف کی اس حدیث پر غور کیا جائے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یا تکبیروں کے ساتھ جنازہ پڑھاتے تھے کیوں کہ حضور ﷺ نے پانچ تکبیروں کے ساتھ پڑھائی، کیا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فعل رسول کے خلاف کرنے لگے تھے معاذ اللہ ہرگز نہیں حضور ﷺ نے پانچ، چھ اور آٹھ تکبیروں سے جنازہ کی نماز پڑھائی ہے لیکن اپنے آخری عہد میں چار تکبیروں سے پڑھانے لگے تھے اسی لئے حضرت زید ابن ارقم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بھی چار تکبیروں سے جنازہ پڑھانا شروع کر دیا تھا اور چار سے زیادہ تکبیروں کو ترک قرار دیا تھا۔ اب اسی چار تکبیروں کو مذہب حنفی نے بھی اپنا عمل بنایا اور مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ میں لکھا گیا کہ "اگر کوئی امام پانچ تکبیر کہہ دے تو مقتدی پانچویں تکبیر کی اتباع نہ کریں"۔

اب ہم چند وہ احادیث کریمہ پیش کرتے ہیں جن سے چار تکبیروں کا ثبوت ملتا ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال نعی لنا رسول الله ﷺ النجاشی صاحب الحبشة فی الیوم الذی مات فیه فقال استغفروا لاخیکم قال ابن شهاب وحدثنی سعید بن المسیب ان ابا هریرة قال رضی الله عنه حدثه ان رسول الله ﷺ صف بهم بالمصلی فکبر اربع تکبیرات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دی جس دن اسکا انتقال ہوا تھا آپ نے فرمایا اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو ایک اور سند سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے عیدگاہ میں صف بنائی اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔

عن عبدالله ابن عباس قال آخر ماكبر النبى ﷺ علىٰ الجنائز اربع تكبيرات وكبر عمر علىٰ ابى بكر اربعا وكبر ابن عمر على عمر اربعاً وكبر الحسن ابن على علّىٍ اربعا وكبر الحسين ابن على على الحسن اربعا وكبرت الملا ئكة على آدم اربعا (رواه الحاكم فى المستد رك والد ارقطنى)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری عہد میں جنازوں پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں۔ اور حضرت ابن عمر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت حسن بن علی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں اور حضرت امام حسین نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں اور فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں۔

عن ابن عباس " قال اخر جناز ةصلى عليها رسول الله ﷺ كبر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علیها اربعا (بیهقی فی سنن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری جنازے کی نماز جو پڑھی اس میں چار تکبیر کہیں۔

کیوں اہل حدیثو! اب بھی مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ پر طعنہ زنی کرو گے۔ جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں

''الحمد اللہ اہل حدیث کا سب حدیثوں پر عمل ہے وہ چار سے جائز مانتے ہیں اور پانچ کو فعل رسول سمجھ کر سر آنکھوں پر چڑھاتے ہیں۔

(مختصر شمع محمدی، ص ۳۱)

ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو! پانچ کو تم فعل رسول مانتے ہو تو چار کو کیا سمجھ کر جائز مانتے ہو کیا چار تکبیروں والی نماز جنازہ فعل رسول نہیں اگر وہ فعل رسول نہیں تو اعلان کرو معلوم ہوا کہ جونا گڑھی صاحب کا دعویٰ جھوٹا ہے کہ اہل حدیث سب حدیثوں کو مانتے ہیں۔

نماز قصر کا مسئلہ

احناف کے نزدیک حالت سفر میں چار رکعت والی نماز میں دو ہی رکعت فرض ہے اسی مسئلے کو مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ میں لکھا گیا۔ فرض المسافر فی الرباعیة رکعتان لا یزید علیها۔

یعنی مسافر پر چار رکعت والی نماز میں دو ہی فرض ہیں ان پر زیادتی نہ کرے۔ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ متعدد احادیث کریمہ سے ثابت ہے بطور نمونہ چند احادیث پیش کر دیتا ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن عائشة رضی الله عنها زوج النبی ﷺ انها قالت فرضت الصلوٰة رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوٰة السفر وزید فی صلوٰة الحضر (مسلم) رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سفر اور حضر میں نماز دو دو رکعت فرض ہوئی تھی سفر میں نماز اپنے حال پر قائم رکھی گئی اور حضر میں زیادہ کر دی گئی۔

عن ابن عباس قال فرض الله الصلوٰة علیٰ لسان نبیکم فی الحضر اربعاًوفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمہارے نبی ﷺ کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار، سفر میں دو، اور جہاد میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

قال نا عیسی بن حفص ابن عاصم ابن عمر بن الخطاب عن ابیه قال صحبت ابن عمر فی طریق مکة قال فصلی لنا الظهر رکعتین ثم اقبل واقبلنا معه حتیٰ جاء رحله وجلس وجلسنا معه فحانت منه التفاتة نحو حیث صلی فرائی ناساً قیامًا فقال ما یصنع هو لاء قلت یسبحون قال لو کنت مسبحا اتممت صلوتی یا ابن اخی انی صحبت رسول الله ﷺ فی السفر فلم یزدعلیٰ رکعتین حتی قبضه الله تعالیٰ وصحبت ابا بکر فلم یزد علی رکعتین حتیٰ قبضه الله تعالیٰ وصحبت عمر فلم یزد علیٰ رکعتین حتی قبضه الله تعالیٰ و صحبت عثمان فلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یزد علیٰ رکعتین حتیٰ قبضه الله وقد قال الله تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اسوة حسنة (مسلم)

حضرت حفص ابن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر مکہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا انہوں نے ہمیں دو رکعت ظہر پڑھائی پھر وہ اور ہم اپنی قیام گاہ پر آ کر بیٹھ گئے اچانک حضرت عبداللہ ابن عمر نے دیکھا لوگ نماز پڑھ رہے ہیں پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں میں نے کہا یہ سنتیں پڑھ رہے ہیں کہا اگر میں سنتیں پڑھتا تو فرض نماز پوری (چار رکعت) پڑھ لیتا اے بھتیجے میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں آپ نے تا حیات سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی۔ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہا ہوں آپ نے تا حیات سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رہا انہوں نے بھی تا حیات (سفر) میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی، اور میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی رہا ہوں انہوں نے بھی (سفر) میں تا حیات دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھی، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

اب بتاؤ اہل حدیثو! تم اتنی حدیثوں کو کیوں نہیں مانتے کیوں مذکورہ احادیث کی مخالفت کرتے ہو اور مذہب حنفی نے مذکورہ احادیث کو اگر تسلیم کر لیا تو تم کیوں طعنہ زنی کرتے اور کہتے ہو کہ مذہب حنفی حدیث کو نہیں مانتا، تمہاری غیرت کہاں مر گئی ہے۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا ہے یہی مسئلہ ہدایہ میں موجود

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہےاورحدیث پاک سے ثابت ہے

عن وائل بن حجر قال رأیت رسول الله ﷺ وضع یمینه علیٰ شما له تحت السرة (رواه ابن ابی شیبة بسند صحیح ورجاله ثقات)

حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔ (یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں صحیح اسناد سے نقل کی ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

عن ابی جحیفة عن علی رضی الله عنه قال ان من السنة فی الصلوٰة وضع الکف علی الکف تحت السره (دارقطنی) ابوجحیفہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

عن النعمان ابن سعد عن علی انه کا ن یقول ان من سنة الصلوٰة وضع الیمین علیٰ الشما ل تحت السرة (دارقطنی)

نعمان بن سعد سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نماز میں سنت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

کیوں اہل حدیثو ہم نے جو احادیث اوپر ذکر کی ہے وہ تمہارے نزدیک حدیث ہے کہ نہیں اگر حدیث ہے تو پھر ہدایہ کا مسئلہ حدیث کے مطابق ہوا کہ نہیں جس کو تم فقہ کہہ کر چھوڑنے کی بات کرتے ہو کیا حکم حدیث کو ترک کر دیا جائے جو ناگڑھی صاحب نے سینے پر ہاتھ باندھنے کی جو حدیث نقل کی ہے اسکے حدیث ہونے سے احناف کو انکار نہیں ہے لیکن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر عمل نہیں یاد رہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔

آہستہ آمین کہنے کا مسئلہ

مذہب حنفی میں آمین آہستہ کہی جائے گی امام ہو یا مقتدی ہر ایک کیلئے حکم ہے کہ آمین آہستہ کہے ہدایہ میں یہی حکم مذکور ہے اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے لیکن جونا گڑھی صاحب اسے حدیث کے مقابل فقہ بتا کر چھوڑنے کی بات کرتے ہیں ہم یہاں پر وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جن سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہے۔

عن وائل ابن حجر انه صلی مع النبی ﷺ فلما بلغ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین قال آمین واخفی بها صو ته (امام احمد ۔ ابو دائود طیالسی)

حضرت وائل ابن حجر نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور ﷺ غیر المغضو ب علیهم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین کہا اور آمین میں آواز کو آہستہ رکھی۔

عن الا مام الا عظم حدثنا حما د ابن ابی سلیمان عن ابراهیم النخعی قال اربع یخفیهن الا مام التعوذ و بسم الله الرحمن الرحیم و سبحا نك اللهم و آمین (مصنف عبدالرزاق)

امام اعظم ابوحنیفہ نے حماد ابن ابوسلیمان سے انہوں نے نخعی سے روایت کیا امام نخعی نے کہا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے۔

اعوذبالله ، بسم الله ۔ سبحا نك الهم اور آمین ۔ عن ابی وائل قال لم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یکن عمر و علی رضی الله عنه یجهر ان بسم الله الرحمن الرحیم ولا بآمین۔

حضرت ابواوائل ابن حجر سے مروی ہے کہ حضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے کہتے تھے اور نہ آمین۔

کیوں اہل حدیثو مذکورہ حدیث وآثار سے کیا یہ ثابت نہیں ہورہا ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے پھر تمہیں مذکورہ حدیث وآثار سے کیوں بغض ہے۔

امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کا مسئلہ

مذہب حنفی میں امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنا منع ہے کیوں کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے اور یہی مسئلہ حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ میں مذکور ہے۔ ولا یقرأ الموتم خلف الامام یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے۔ یہ مسئلہ متعدد احادیث کریمہ و آثار صحابہ سے ثابت ہے لیکن جونا گڑھی صاحب اور اہل حدیث اس مسئلے کو خلاف حدیث بتاتے ہیں ذیل میں ہم چند احادیث وآثار صحابہ پیش کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حنفی مذہب کی کتاب ہدایہ کا مسئلہ اپنی جگہ حق اور احادیث وآثار سے مزین ہے۔

عن جابر بن عبدالله انصاری قال صلی رسول الله ﷺ بالناس فقرأ رجل خلفه فلما قضا الصلوٰة قال ایکم قرأ خلفی ثلاث مراة فقال رجل انا یا رسول الله ﷺ فقال من صلی خلف الامام فان قرأة الا مام له قرأة (رواه ابو محمد بخاری فی مسنده)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قرأت کیا آپ نے نماز پوری کرنے کے بعد تین بار فرمایا تم میں سے کس نے میرے پیچھے قرأت کی ہے تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے قرأت کی ہے تو آپ نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کیلئے کافی ہے۔

عن عبدالله بن عمر عن النبی ﷺ قال من کا ن له امام فقراة الا مام له قرأة۔(دارقطنی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اس مقتدی کی قرأت ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من کا ن له امام فقرأة الا مام له قرأة۔(دارقطنی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرأت اسکی قرأت ہے۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول الله ﷺ انما جعل الامام لیو تم به فاذاکبر فکبرو واذا قرأ فانصتوا(مسلم ۔ ابوداؤد)

حضرت ابی موسی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ تم اس کی اتباع کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خاموش رہو۔

عن امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ قال لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجراً (مصنف عبدالرزاق)

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا جو امام کے پیچھے قرأت کرے کاش اس کے منہ میں پتھر ہو۔

عن ابی جمرۃ قال قلت لاا بن عباس اقرأ والا مام بین یدی فقال لا (طحاوی)

ابو جمرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امام میرے سامنے ہو تو کیا میں قرأت کروں تو انہوں نے فرمایا نہیں۔

کیوں اہل حدیثو اتنی حدیث و آثار صحابہ جان لینے کے بعد بھی ہدایہ کے مسئلہ کو خلاف حدیث بتاؤ گے کچھ تو شرم کرو اور حنفیوں پر جھوٹا الزام لگانے سے بعض آجاؤ۔

رفع یدین نہ کرنے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مذہب حنفی میں منع ہے اور اسی مسئلے کو ھدایہ میں لکھا گیا ہے کہ ۔ولا یرفع یدیہ الا فی التکبیر ۃ الاولیٰ۔ یعنی پہلی تکبیر کے سوا رفع یدین نہ کرے اس مسئلہ کے ثبوت میں صاحب ہدایہ نے ایک حدیث بھی تحریر کی ہے اسکے علاوہ اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احادیث ہیں جس سے یہ مسئلہ ثابت ہے جونا گڑھی صاحب نے ہدایہ میں مذکور حدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ہدایہ کے حاشیئے میں موجود ہے قلت غریب اور اسکا ترجمہ کیا ہے یعنی یہ روایت ثابت نہیں غریب ہے'' حدیث غریب کا ترجمہ بتا رہا ہے کہ جونا گڑھی صاحب علم اصول حدیث میں جاہل مطلق تھے۔

ہدایہ میں مذکور حدیث کے علاوہ کچھ حدیثیں میں پیش کرتا ہوں جس سے ہدایہ کا مسئلہ روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے اور جونا گڑھی کا فریب بھی واضح ہو جاتا ہے۔

عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله ﷺ قال فصلی فلم یر فع یدیه الا مرة (ابوداؤ د)

علقمہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ والی نماز نہ پڑھاؤں؟ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے نماز پڑھائی اور ایک دفعہ کے سوا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے۔

عن البراء ابن عاذب قال کان النبی ﷺ اذاکبر لا فتتاح الصلوٰة رفع یدیه حتیٰ یکون ابها ما ه قریب من شحمتی اذنیه ثم لا یعود (مصنف ابن ابی شیبه طحاوی)

حضرت براء ابن عاذب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرنے کیلئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب ہو جاتے پھر دوبارہ نہ اٹھاتے۔(طحاوی)

عن مجا هد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

التکبیر ۃ الا ولیٰ من الصلوٰۃ (طحاوی)۔

مجاہد نے کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کے تکبیر اولیٰ کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھاتے تھے۔

عن عبداللہ ابن الزبیر انہ رائی رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لا تفعل فان ھذا شئی فعلہ رسول اللہ ﷺ ثم ترکہ (عینی شرح بخاری)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا ہے تو آپ نے فرمایا ایسا نہ کر اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا پھر اسکو چھوڑ دیا۔

کیوں اہل حدیثو کیا اب بھی رفع یدین نہ کرنے کا مسئلہ تمہاری سمجھ میں نہ آئے گا۔

نماز میں سورتوں کا مخصوص کرنا

مذہب حنفی میں نماز کے لئے قرآن کی سورت کو اس طرح مخصوص کرنا کہ اسکے علاوہ جائز نہ سمجھے یہ مکروہ ہے ہدایہ میں اسی کا ذکر ہے مگر جونا گڑھی صاحب نے مسلم شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے جس سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ نماز جمعہ میں سورۃ جمعہ اور اذا جائک المنٰفقون پڑھتے تھے لیکن یہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام سے مذکورہ سورتوں کے علاوہ سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت چنانچہ ابو داؤد شریف کی روایت میں ہے۔

عن النعمان بن بشیر ان رسول اللہ ﷺ کان یقرأ العیدین ویوم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجمعه بسبح اسم ربك الا علیٰ وهل اتاك حديث الغاشيه ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور سورہ ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث کو امام مالک اور امام محمد نے موطاء میں روایت کیا ہے ایسے ہی نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔

اب بتاؤ اہل حدیثو! حضور علیہ السلام کا نماز جمعہ میں سورت کا مخصوص کرنا کیسے ثابت ہوا جونا گڑھی صاحب کی قبر پر جا کر ضرور پوچھئے کہ انہوں نے دوسری حدیث کو چھپا کر کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے اور مذہب حنفی کی کتاب ہدایہ پر بے جا تنقیدیں کیوں کی ہیں۔ جونا گڑھی صاحب نے ہدایہ کی شرح فتح القدیر کا حوالہ دیا تھا کہ اس میں سورۂ جمعہ اور سورہ منافقون کا تقرر جمعہ میں مکروہ لکھا ہے مگر میں نے فتح القدیر باب الجمعہ میں بہت تلاش کیا مگر محرومی ہوئی ممکن ہے کسی اور جگہ پر لکھا ہوگا یا تو پھر جھوٹا الزام لگایا ہے اسی طرح رفع یدین نہ کرنے کے جواب میں بھی انہوں نے ایک حوالہ غلط لکھا تھا مگر میں نے اسے نظر انداز کیا ہے۔

خاتمۂ کتاب

جونا گڑھی صاحب کی کتاب مختصر شمع محمدی کے آخر میں صفی الرحمٰن مبارکپوری کی کتاب ''الرحیق المختوم'' سے ان کا ایک فتویٰ نقل کیا گیا ہے جس میں انہوں نے پر فریب گل افشانیاں کی ہیں اس پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے موصوف لکھتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''دین کے نام پر ہم جس چیز کی پیروی کر سکتے ہیں وہ قرآن اور احادیث ہی ہیں اسکے علاوہ کوئی تیسری چیز ایسی نہیں ہے جس پر دین کے نام پر پیروی کی جاسکتی ہو''

(مختصر شمع محمدی، ص ۳۶)

ہم کہتے ہیں یہاں پر بھی مسلمانوں کو گمراہ کیا گیا ہے اور حکم قرآن میں خیانت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الا مرمنکم (پ ۵) یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں امر والے ہیں۔ اولی الامر میں ائمہ کا بھی شمار ہو سکتا ہے لیکن آیت قرآنیہ کے اس حصہ کو صفی الرحمٰن صاف حذف کر گئے اور آج کل اہل حدیث بھی آیت کریمہ کے اس حصہ کو چھپاتے ہیں اگر ائمہ کرام کو اولی الامر میں نہ شمار کیا جائے تب بھی یہ ثابت ہے اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول ﷺ کے علاوہ کچھ لوگ ہیں جن کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا یہ کہنا تو بالکل جھوٹ ہے کہ جس چیز کی ہم پیروی کر سکتے ہیں وہ قرآن وحدیث ہی ہیں اسکے علاوہ کوئی تیسری چیز نہیں جس کی ہم پیروی کر سکتے ہوں۔ اگر اولی الامر میں ائمہ دین شامل نہیں ہیں تو ان کے شامل نہ ہونے کی قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

صفی الرحمٰن مبارکپوری کے فتوے میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ

ائمہ کے دور میں ساری احادیث اس طریقے سے اکٹھا نہیں ہو سکتی تھیں جس طریقہ سے ان کے بعد میں اکٹھی ہوئیں اور مدون کی گئیں، لہٰذا بہت سے مسائل میں ان ائمہ نے اجتہاد کیا اور بعد میں ثابت ہو گیا کہ ان مسائل میں احادیث موجود ہیں۔ (مختصر شمع محمدی، ص ۳۷)

ہم پوچھتے ہیں اہل حدیثو! یہ بتاؤ کہ ائمہ کے دور میں احادیث کیوں اکٹھا نہیں ہو سکتی تھیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پابندی لگا دی گئی تھی جب کہ ائمہ کا دور عہد نبوی اور عہد صحابہ سے قریب تھا مثلاً امام اعظم علیہ الرحمہ کی ولادت باختلاف روایت ۷۰ یا ۸۰ ہجری ہے اگر ائمہ کے دور میں احادیث اکٹھا نہیں ہو سکتی تھیں تو بعد میں کیسے اکٹھا ہو سکتی ہیں جب کہ وہ عہد نبوی اور عہد صحابہ سے دور کا عہد ہے۔ آج تک اہل سنت و جماعت کا مطالبہ ہے کہ وہ کون سے مسائل ہیں جن میں ائمہ کرام نے اجتہاد کیا مگر بعد میں انکے خلاف احادیث مل گئیں لیکن ایک مسئلہ بھی ثابت نہ کر سکے کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔

صفی الرحمٰن کے فتوے میں یہ بھی لکھا ہے کہ

''شریعت میں کسی بھی امام کی تقلید کے بارے میں نہیں کہا گیا

(مختصر شمع محمدی، ص ۳۹)

ہم کہتے ہیں کہ شریعت میں تقلید کو منع کہاں کیا گیا ہے یہی بتا دو۔ صفی الرحمٰن کے فتوے میں یہ بھی مشورہ دیا گیا ہے کہ امت مسلمہ کے عام لوگوں کو اور علمائے کرام کو کسی خاص امام کی تخصیص کئے بغیر ان تمام کے قیمتی فتاویٰ سے مستفید ہونا چاہیے یہ تو امت مسلمہ کو مصیبت میں ڈالنا ہے جیسے کہ کسی چیز کے بارے میں جسکا ثبوت صراحتاً قرآن وحدیث سے نہ ہوا سکے متعلق چار فقہاء نے بذریعہ اجتہاد چار حکم صادر کیا اب ایک مسلمان ان چاروں پر کیسے عمل کرے گا وہ آدمی کس قدر الجھنوں کا شکار ہوگا اس لئے عافیت ایک ہی کی ماننے میں ہے۔

جونا گڑھی صاحب کی کتاب مختصر شمع محمدی میں لکھا گیا ہے کہ

''ایک ہاتھ میں قرآن لو اور دوسرے میں حدیث جب تیسرا ہاتھ پیدا ہوگا تب تیسری چیز بھی پیدا کر لینا اب تو صرف قرآن وحدیث بس ہے۔ صفی الرحمٰن مبارکپوری نے بھی ایسا ہی لکھا کہ ہم جس چیز کی پیروی کر سکتے ہیں وہ قرآن وحدیث ہی ہیں اسکے علاوہ کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تیسری چیز ایسی نہیں ہے جس پر دین کے نام پر پیروی کی جاسکتی ہو"
(مختصر شمع محمدی، ص ۳۶)

لہٰذا ہم جماعت اہل حدیث سے چند سوالوں کے جوابات چاہتے ہیں جوابات صرف قرآن وحدیث سے ہی ہونا چاہے کسی تیسری چیز کو ہاتھ بھی نہ لگائیں اس لئے بقول جونا گڑھی قیاس میں تلخی ہے لہٰذا جوابات کو شیریں ہی رکھیں تلخ نہ ہونے دیں۔

☆☆☆

جماعت اہل حدیث سے چند سوالات

(۱) مروجہ انگریزی تاریخ، ماہ وسنہ کا استعمال جائز ہے یا ناجائز ہر دو صورت میں دلیل قرآن وحدیث سے بیان کریں۔؟

(۲) قرآن مجید پر اعراب (زبر، زیر، پیش) علامت تشدید، جزم، مد لگانا آپ لوگوں کے نزدیک واجب ہے یا مباح یا حرام ہر سہ امور کا جواب قرآن وحدیث سے پیش کریں۔؟

(۳) قرآن وحدیث کا اردو یا کسی اور زبان میں ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں ہر صورت میں دلیل قرآن وحدیث سے بیان کریں۔؟

(۴) کسی کتاب کے سرورق پر گنبد خضرا کی تصویر چھاپنا جائز ہے یا ناجائز جو بھی ہو اس پر کوئی آیت قرآنیہ یا متن حدیث بیان کیجئے۔؟

(۵) دنیا کے بعض ممالک میں کئی کئی مہینہ سورج نہیں نکلتا ہے تو وہاں کے لوگوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے یا نہیں اور وہاں اوقات نماز کا تعین کیسے ہوگا ہر ایک مسئلہ پر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کریں۔؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۶) چلتی ہوئی ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز جائز ہے یا نہیں جواز و عدم جواز پر قرآن وحدیث کی دلیل درکار ہے۔؟

(۷) سانپ بچھو، بندر، چھپکلی، گھروں میں رہنے والا مینڈک اگر کنویں میں گر کر مر جائیں تو کنواں پاک رہے گا یا ناپاک آیت قرآنیہ یا متن حدیث سے دلیل پیش کیجئے۔؟

(۸) بھینس کا گوشت کھانا جائز ہے یا ناجائز، بہر دو صورت قرآن وحدیث سے ثبوت دیجئے۔؟

(۹) بیڑی، سگریٹ، حقہ پینے سے روزہ ٹوٹ [illegible] دلیل قرآن وحدیث سے بیان کریں۔

(۱۰) کاغذی نوٹ میں زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں ہر دو تقدیر پر دلیل قرآن وحدیث سے لائے۔؟

(۱۱) کاغذی نوٹوں میں گھٹا بڑھا کر لین دین کرنا سود ہوگا یا نہیں دلیل قرآن وحدیث سے بیان کریں۔؟

جونا گڑھی صاحب نے مذہب حنفی کے جن تیس مسائل کو حدیث کے خلاف بتایا تھا بفضلہ تعالیٰ وبکرم رسولہ الاعلیٰ میں نے ہر ایک کو حد[illegible] سے ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی خامی رہ گئی ہو تو اسے میری کم علمی پر محمول کیا جائے مذہب حنفی کتاب وسنت سے مزین ہے ومبرھن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین وآخر دعوینا ان الحمد لله رب العلمین۔

☆☆☆

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعائے خیر و ایصال ثواب

اس کتاب کی طباعت میں حضرت حافظ و قاری محمد خالد مصباحی صاحب اور عالیجانب محمد ضمیر بھائی مالک گیلکسی ہوٹل نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے مرحوم والد کے ایصال ثواب کیلئے کتاب شائع کرایا۔ اللہ تعالیٰ حافظ و قاری محمد خالد رضا صاحب کے والد مرحوم محمد رفیع اللہ صاحب اور محمد ضمیر بھائی کے والد محمد بشیر الدین ولد امیر الدین صاحب کی مغفرت فرمائے ان کی قبروں میں رحمت و نور کی بارش برسائے اور مذکورہ مرحومین کی اولاد کو اللہ تعالیٰ صحت و سلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے دلی مقاصد حسنہ کو پورا فرمائے۔ آمین۔

دعا گو :۔ مظفر علی نوری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرف انتساب

۱۔ سراج الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور

۲۔ قطب دکن محرم راز شریعت وحقیقت ومعرفت سیدنا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ

اور

۳۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان

اور

۴۔ بدر العلماء استاذی ومرشدی حضرت علامہ بدر الدین صاحب قادری ورضوی علیہ الرحمہ

کے نام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1



AZAM PUBLICATION

432, Gali Sarote Wali, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Mob:. 9250728875, 9718444323 E-mail:azampublisher@gmail.com

Distributer
BARKATI BOOK DEPOT
Imran Guest House, Behind Khaja Bazar, Roza
(Khurd), Gulbarga Mob:. 9945333045, 9739752587

Rs. 40/-

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1